وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: صلاح الدین ملک ایم۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری فاضل شاہد

شرح چندہ سالانہ چھ روپے

فی پرچہ ۲ آنے

تاریخ اشاعت ۔ ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸

جلد ۳ | ۷ شہادت ۱۳۳۳ ہش ۔ ۳ شعبان ۱۳۷۳ھ ۔ ۷ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۴

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق برقی اطلاعات

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیاب و کامران ہونے کے لئے احباب اپنی درمندانہ دعائیں جاری رکھیں۔ اس عرصہ میں ذیل کی برقی اطلاعات مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہیں:۔

(۱) یہ تار ربوہ سے ۲۴ مارچ کو روانہ ہو کر قادیان میں ۲۷ کو موصول ہوا:۔

"حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت تسلی بخش طور پر ترقی کر رہی ہے۔ لیکن گردن میں کسی قدر درد ہے۔ تار کے ذریعہ سے اطلاعات آئندہ جماعتوں کو نہیں بھجوائی جائیں گی"۔

(۲) ۳۰ مارچ کو ذیل کا تار ربوہ سے قادیان ارسال کیا گیا:۔

"حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خفیف سی زیادہ کمزوری محسوس کی۔ کچھ حرارت بھی رہی۔ اگرچہ زخم کی حالت تسلی بخش ہے۔ پیشاب میں کچھ شکر آرہی ہے"۔

تازہ ترین اطلاع ۴ اپریل کو مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے زخم کی حالت بالکل تسلی بخش ہے لیکن شام کو خفیف حرارت ہو جاتی ہے۔ اور صبح کے قارورہ میں خفیف سی شکر آرہی ہے۔

جماعت احمدیہ کے اخلاق فاضلہ

مثل مشہور ہے

گندم از گندم بروید جَو ز جَو

اخلاقِ فاضلہ کا اظہار اسی قوم سے ہو سکتا ہے کہ جس کی تربیت اس رنگ میں کی گئی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والوں پر کون سے مظالم تھے جو روا نہ رکھے گئے۔ آرے سے چیرے گئے۔ دہکتے کوئلوں پر لٹائے گئے دار و رسن کی بلاؤں سے ہم آغوش ہوئے تیر و سنان سے چھیدے گئے۔ شعلہ زار آگ میں پھینکا گیا۔ ایسی بھیانک چیرہ دستیوں سے ان کو پالا پڑا کہ جس کے سننے کے لئے بھی بہت دل گردہ درکار ہے۔ ان تمام آلام و مصائب کے موجود ہمیشہ ان پاک وجودوں نے انتہائی صبر کا نمونہ دکھایا۔ اور ایسی استقامت دکھائی کہ فرشتے بھی عش عش کرنے لگے۔ انبیاء علیہم السلام کی جماعتوں کو تعلیم ہی یہ دی جاتی ہے کہ صبر و استقامت کو اپنا شیوہ بنائیں اور جب دشمن بدترین اخلاق کا مظاہرہ کریں تو یہ الٰہی جماعتیں اخلاق فاضلہ کا اظہار کریں تا دنیا دونوں کے اخلاق کے تفاوت کا موازنہ کر سکے۔ سچ ہے ؎

گر نہ بودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ

کس چہ دانستے جمالِ شاہدِ گلفام را

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر حملہ سے حضور کے بہترین اخلاق کا اظہار ہوا ہے۔ آپ شدید طور پر زخمی ہوئے۔ زخم شاہ رگ تک پہنچ چکا تھا۔ زخم کی شدت کا اس امر سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کے تمام پارچات تربتر ہو گئے اور میو ہسپتال کے ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے یہ بتایا کہ اگر وہ ایک گھنٹے تک وہ زخم کو دوبارہ کھول کر اس کا اپریشن نہ کرتے پاتے تو اس کا نتیجہ مہلک ہوتا۔ ایسی حالت میں بھی آپ نے نہ صرف مسجد میں ہی جہاں کہ حملہ کیا گیا بلکہ دوبارہ وہاں سے جا کر بھی یہی تاکیداً کہلا بھیجا کہ حملہ آور کو از خود کچھ نہ کہو۔ اور جماعت نے بھی اس پر عمل کیا اور حملہ آور کا بال تک بیکا نہ کیا۔ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ جماعت کو پُرامن رہنا چاہیئے اور جو فرائض حکومت کے ہیں کبھی ان کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہیئے۔

شاید کسی مخالف کو یہ وہم گذرے کہ جماعت کو حضور سے گہری عقیدت نہ ہوگی۔ اس لئے اس نے گہرے رنج کا اظہار نہ کیا۔ ورنہ یہ کیونکر ممکن تھا کہ گہری محبت اور عقیدت کے باعث افرادِ جماعت جوش میں نہ آتے۔ اور جوش میں آنے پر وہ یقیناً اس حملہ آور کو کیفر کردار تک پہنچاتے۔ اس وہم کا مکمل جواب موجود ہے۔ حملہ کی خبر کے نشر ہونے کے چند گھنٹے کے اندر بائیس جماعتوں سے افراد حضور کی زیارت کے لئے ربوہ پہنچے۔ اور دوسرے اور تیسرے روز ایک سو تینتیس جماعتوں کے افراد زیارت کے لئے وہاں پہنچے۔ اور ۲۴ مارچ تک اڑھائی صد سے اوپر جماعتوں کے افراد نے زیارت کی۔ بھارت کی بعض جماعتوں کے افراد بھی وہاں پہنچے۔ ان کے دل بے چین تھے۔ جب تک کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے حضور کو نہ دیکھ لیا۔ اور ابھی تک احباب کی آمد کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ بلکہ تانتا بندھا ہوا ہے۔ دنیا بھر کے مقامات سے حضور کا حال معلوم کرنے کے لئے اس قدر برقئے موصول ہوئے کہ ربوہ کے تار گھر کا عملہ چوبیس گھنٹے کام کرتے ہوئے بھی کام پورا نہیں کر سکا۔ چنانچہ قادیان سے ۲۴ مارچ کو جو تار روانہ کی گئی وہ چوتھے دن ۲۷ مارچ کو موصول ہوئی۔ ہر مقام پر صدقات کئے گئے اور پُر درد مندانہ دعائیں کی گئیں۔ اور یہ سلسلہ بھی ابھی تک جاری ہے۔ اور یہ سلسلہ بھی ابھی تک جاری ہے۔ جو کرب و اضطراب جماعت نے محسوس کیا ہے۔ اس کا صحیح علم تو صرف ذات علیم بذات الصدور کو ہو سکتا ہے لیکن کوئی شخص بھی ان حالات سے اندازہ لگانے سے قاصر نہیں رہ سکتا۔ اس اچانک اور تکلیف دہ خبر سے قادیان میں جو قیامت خیز منظر دیکھنے میں آیا یقیناً ہر جماعت میں یہی کیفیت پیدا ہوئی ہوگی۔ سو کون کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ جماعت کو اپنے پیارے امام سے والہانہ عقیدت نہیں ہوگی۔ اس سے حملہ آور جذبۂ انتقام سے بچ گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پیارے امام نے جماعت کی تربیت ہی اسی رنگ میں کی ہے۔ کہ ہم کو کبھی بھی اپنے ہوش و حواس نہیں کھو سکتے۔ اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہیں۔ اور اپنے نفسانی جوشوں کا اظہار اس رنگ میں کبھی نہیں کرتے۔ کہ گویا جہاں ان کی اکثریت ہو وہاں وہ قانون کو بالائے طاق رکھ دیں۔

گذشتہ سال پاکستان میں تمام جماعت کے خلاف جو ہلاکت آفرین منصوبہ کیا گیا وہ ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ان کو علی الاعلان واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ ان کو موت کے گھاٹ اتارنا موجب صد برکات و ثواب گردانا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک لختِ جگر اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک نورِ چشم کو ناجائز طور پر قید و بند کی سزا دی گئی۔ اور پھر انہی فتنہ سازوں نے جماعت کے مقدس امام کی جان لینے کی کوشش کی۔ اس وقت جبکہ دشمن جماعت کی ہستی کا استیصال چاہتا تھا اور حالیہ حادثہ کے موقعہ پر جماعت نے انتہائی صبر و سکون کا نمونہ دکھایا ہے۔ اور بجائے اشتعال میں آنے کے صدقات اور آستانۂ الٰہی پر جھک جانے اور دین کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں کرنے میں انہماک دکھایا ہے۔ اور بار بار عہد کیا ہے کہ وہ اشاعت دین میں کسی قسم کی سستی نہ دکھائیں گے۔ یہی جماعت کے شایان شان تھا۔ دشمن مذہب کے نام پر قتل کرتا یا قاتلانہ حملہ کرتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اس کی ہدایت کے لئے دعائیں کرتی اور اس کی خاطر مالی قربانیاں کرتی ہے ؎

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

جماعت احمدیہ اس حقیقت کو سمجھتی ہے کہ ان پر ابتلاء اصطفاء کی خاطر آرہے ہیں اور الٰہی جماعتیں ہمیشہ یہی سمجھتی ہیں کہ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند

زیرِ آں گنجِ کرم بنہادہ اند

اور یہ قوم اس زریں اصل کو سمجھ لیتی ہے۔ اور اس سے استفادہ کرتی ہے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ بلکہ گیند کی طرح جتنا اسے زور سے نیچے پھینکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اتنے ہی زور سے وہ بلندی کی طرف جاتی ہے۔ ایسی جماعت بام رفعت کی طرف چل کر نہیں بلکہ برق رفتاری سے پہنچ جاتی ہے۔ اور جماعت کی سابقہ تاریخ اس پر شاہد ہے۔

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

حضورؑ سے جماعت کی والہانہ عقیدت

حضور سے جماعت کو جس قدر والہانہ عقیدت ہے اس کی کسی قدر جھلک ان مختصر کوائف سے نظر آتی ہے۔ جو گذشتہ پرچہ میں اور اشاعت ہذا میں دوسری جگہ درج کئے جا چکے ہیں۔ جس قوم کی سینکڑوں جماعتوں کے ہزارہا افراد اپنے پیارے امام کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے ربوہ پہنچے ہوں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہو اور ہزارہا تاریں دی جا چکی ہوں تو اس سے اس امر کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ بیرون ہند کی جماعتوں کی قلبی کیفیت کیا ہو گی۔ نیز یہ کہ تمام جماعتوں نے کیسے کرب و اضطراب سے پُر جذبات کا دعاؤں۔ روزوں اور خطوط اور قرار دادوں سے اظہار کیا ہو گا۔ ان سب کا خلاصہ درج کرنا بھی ہمارے بس کی بات نہیں۔ البتہ بھارت کی بعض جماعتوں کی قرار دادیں وغیرہ بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہیں۔ تمام احباب اپنے پیارے اور مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دردمندانہ دعاؤں میں مصروف ہیں:-

سکندر آباد | حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ

سکندر آباد (دکن) اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۵۴ء کو جماعت احمدیہ سکندر آباد دکن کا ایک غیر معمولی اجلاس مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ ۱۰ مارچ کو ہمارے پیارے و مقدس امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر ایک ظالم کے قاتلانہ حملہ سے ہماری جماعت کے کل افراد کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ ہمارے واجب الاحترام امام پر ایک نادان دشمن اسلام نے قاتلانہ حملہ کر کے ہم لاکھوں احمدیوں کے جذبات کو جو صرف ہندوستان و پاکستان میں ہی نہیں بلکہ اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں سخت مجروح کر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ناپاک حملہ کا مقصد جماعت کے پُر امن شہریوں کے لئے ملک کی پُر امن فضا کو ایک منظم سازش کے ذریعہ مکدر کرنا ہے۔ ہم حکومت پاکستان و پنجاب سے حکومت ہند کے ذریعہ نہایت مودبانہ اور مظلومانہ درخواست کرتے ہیں کہ حملہ آور کے اس ظالمانہ فعل کو بے نقاب کر کے ان عناصر کو جو اس کے پیچھے کار فرما ہیں۔ سخت سزا دے تا کہ پھر کبھی بدکردار کو ایسے فعل شنیع کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

صالح نگر (آگرہ) | مکرم منور احمد صاحب صدر جماعت صالح نگر

(ضلع آگرہ) تحریر کرتے ہیں کہ تمام جماعت حضور کے حملہ کی خبر سے بے چین اور دعاؤں میں مصروف ہے

۱۹ مارچ کو ہفتہ واری اجلاس میں جماعت کو ۱۲ فروری کے اخبار بدر کا مضمون بعنوان "نصرت و تائید الٰہی کا کرشمہ" سنایا گیا۔ اس کے بعد خاکسار نے جماعت کو قربانی کرنے کے لئے خاص طور پر توجہ دلائی۔ تقریر کے بعد جماعت نے مشورہ کیا اور عہد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال ہم لوگ اپنا چندہ سوایا کرتے ہیں۔ گو اس سال فصل گذشتہ سال سے کمزور ہے۔ اور یہ بھی عزم کیا کہ اس سال زیادہ سے زیادہ نئے احمدی احمدیت میں داخل کریں گے۔ نیز دشمن کوشش کر رہا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جیسا سارا جماعت کو نابود کر دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ خود ہی نابود ہو جائے گا۔ اس کے مقابلہ میں سوائے دعاؤں کے ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ دشمن چاہتا ہے کہ یہ جماعت کمزور پڑ جائے اور بزدل ہو جائے اور اپنی [illegible] کمزوری بھی دکھلانے لگ جائے ہم اپنے آقا کے قدموں پر ہر وقت نثار ہونے کیلئے تیار ہیں۔

کیرنگ (اڑیسہ) | مکرم مولوی محمد محسن خان صاحب مبلغ

کیرنگ (اڑیسہ) سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں حضور کے حملہ کی خبر کا علم ہونے پر بذریعہ منادی احباب کو اطلاع دی گئی اور مسجد میں تمام مرد و زن جمع ہوئے اور نہایت گریہ و زاری سے دعا کی۔ اور چار دن میں چار بکرے صدقہ کے طور پر ذبح کئے اور کچھ کپڑا اور نقدی بھی تقسیم کی۔ اجتماعی دعا بھی جاری ہے۔

سونگھڑہ (کٹک) | سونگھڑہ (ضلع کٹک) سے اطلاع موصول

ہوئی ہے کہ یہ معلوم کر کے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر جو ناپاک حملہ ہوا ہے۔ زیر صدارت مکرم سید عبد الحکیم صاحب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ مورخہ ۲۶ مارچ بعد نماز مغرب جامع احمدیہ سونگھڑہ میں منعقد ہوا۔ اس دلگداز خبر سے جماعت میں ہجر و بارہ غم و الم کی لہر دوڑ گئی۔ سب سے پہلے امیر صاحب جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے بیان کیا کہ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا، صدقات اور قربانی سے کام لیں تا مولا کریم ہم پر رحم کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام کو درازیٔ عمر عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ بعد ازاں حضور اقدس ایدہ اللہ کا پیغام مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مقامی مبلغ نے پڑھ کر سنایا اور صحت کے متعلق آمدہ اطلاعات از قادیان سنائی گئیں اس کے بعد نہایت کرب و اضطراب دل کے ساتھ حضور کی صحت کے لئے دعا کی گئی۔ بعد اختتام دعا مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) ہم اراکین جماعت احمدیہ سونگھڑہ کو اپنے مقدس اور پیارے امام پر ایک بدباطن اور بدبخت کے قاتلانہ حملہ کے خلاف جو ۱۰ مارچ کو ربوہ میں کیا بہت ہی دکھ اور ناقابل برداشت صدمہ پہنچا ہے۔ اور اس پر ہم انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے پیارے آقا کو بال بال بچا لیا۔ الحمد للہ۔

(۲) ہم اراکین جماعت احمدیہ سونگھڑہ حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حکومت پاکستان کو پُر زور اور مؤثر الفاظ میں توجہ دلائے کہ اس ناپاک و پس پردہ اشتعال انگیز سازش کا جلد سے جلد سدباب کرے۔ ایسے خطرناک نتائج جو روز بروز زیادہ بھیانک صورت میں رونما ہو رہے ہیں اُن کا قلع قمع ہو۔

(۳) جماعت احمدیہ سونگھڑہ کا یہ جلسہ اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنی گہری ہمدردی اور مخلصانہ جذبات کا اظہار کرتے ہوئے حضور اقدس ایدہ اللہ کو یقین دلانا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے کہ اس سنسنی خیز اور دل کو ہلا دینے والی خبر سے ہم کو انتہائی درجہ کا صدمہ پہنچا ہے۔ اور ہم اراکین جماعت احمدیہ سونگھڑہ اپنی جان، مال، عزت اور آبرو اشاعت احمدیت اور حضور پُر نور کی حفاظت کی خاطر قربان کرنے کو ہر وقت تیار ہیں۔

(۴) جماعت احمدیہ سونگھڑہ علاوہ انفرادی دعا اور صدقہ کے جماعتی طور پر اجتماعی طور پر اجتماعی دعائیں و صدقات اور قربانی کا انتظام کر رہی ہے۔ اور روزے بھی رکھ رہے ہیں۔ اس وقت تک چار قربانیاں ہو چکی ہیں نیز مبلغ چالیس روپے کی حقیر رقم قربانی و صدقات کی غرض سے ارسال کر دی گئی ہے۔

چھمب | مکرم ڈاکٹر غلام نبی صاحب اور مرزا مسیح بیگ صاحب اکس [illegible] پنشنر چھمب نے بار بار خطوط کے ذریعہ اپنے کرب و اضطراب کا اظہار کیا ہے۔ اور حضور کے لئے دعاؤں میں مصروف ہیں۔

سرینگر | مکرم منشی غلام محمد صاحب تاجر سرینگر (جو چندہ روز ہوئے اور دو بیویاں سمیت گذشتہ ماہ جماعت میں شامل ہوئے ہیں) تحریر کرتے ہیں کہ جب سے ہم نے یہاں یہ خوفناک خبر سنی تھی تب سے دل کا اطمینان نہیں رہا۔ مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سرینگر نے متعدد خطوط میں اس واقعہ ہائلہ پر قلبی اذیت کا اظہار کیا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

۲۶ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی عیادت کے بعد ربوہ سے مع الخیر واپس تشریف لے آئے۔

الفضل کا دوبارہ اجراء

پنجاب احمدیہ فسادات میں روزنامہ الفضل ایک سال کیلئے بند کر دیا گیا تھا۔ الحمد للہ کہ وہ از سر نو جاری ہو گیا ہے احباب اس سے استفادہ کریں جماعت کا نہایت ہی مفید آرگن ہے بنیجر الفضل کا پتہ میکلیگن روڈ لاہور ہے۔

قادیان میں زائرین

(۱) مکرم نذیر احمد صاحب ڈار سیا کوٹی جو نیروبی (مشرقی افریقہ) میں قیام رکھتے ہیں ربوہ سے ہوتے ہوئے زیارت قادیان کے لئے آئے۔ اور چند دن قیام کر کے ۲۰ مارچ کو واپس روانہ ہوئے

(۲) محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الحق صاحب مرحوم کلارک لنگر خانہ ربوہ اپنی دونوں بچیوں سمیت قادیان آئیں۔ اور قریباً ۳ ہفتے اپنے والد مکرم بابا نور محمد صاحب باورچی لنگر خانہ کے پاس قیام کر کے ۲۹ مارچ کو واپس چلی گئیں۔

(۳) اہلیہ و کوم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج نیز محترمہ امۃ الرحیم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب بنت حضرت خواجہ عبد الرحمٰن صاحب ایڈیٹر اصلاح سری نگر (امیر صوبائی کشمیر مرحوم) ۲۴ مارچ کو وارد دار الامان ہوئے۔

شادی خانہ آبادی

مکرم مولوی عبد الحمید صاحب کلرک بیت المال جو شادی کے لئے سونگھڑہ (اڑیسہ) گئے تھے رخصتانہ کے کر ۲۹ مارچ کو قادیان واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

درخواستِ دعا

میری والدہ محترمہ۔ ہمشیرہ مکرم خواجہ عبد الکریم صاحب والی صوبائی سیکرٹری مال مکرم عبد الکریم صاحب بٹ ملک ہندوستان اور تنگ رعیہ سال از ست قادیان میں ہیں۔ شدید دمہ کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جاری ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبد الوہاب خلف حضرت خواجہ عبد الرحمٰن صاحب ایڈیٹر مرحوم امیر صوبائی کشمیر سکنہ (

دعاؤں میں استقامت اختیار کرو۔ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو اور دنیا میں اسلام کی تبلیغ کا کام کرتے چلے جاؤ

میرے جسم کا ذرہ ذرہ میری روح کی ہر طاقت تمہارے لئے دعا کرنے میں معروف ہے،

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا آج سے ۳۱ برس قبل کا ایک پیغام جماعت احمدیہ کے نام

آج ہر احمدی اپنے پیارے اور محبوب امام اطال اللہ بقاءہ و اطلع شموس طالعہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے نہایت درد، رقت اور سوز و گداز کے ساتھ دعاؤں میں معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے حضور کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے تا حضور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی اہم دینی مہم میں جماعت احمدیہ کی نادر رہنمائی فرما سکیں۔ آمین ثم آمین۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دلی تڑپ اور تمنا کیا ہے؟ حضور کو اپنی پیاری جماعت کس قدر عزیز ہے۔ اور حضور اس جماعت سے کیا توقع رکھتے ہیں اس کا ہلکا سا اندازہ لگانے کے لئے ذیل میں حضور اطال اللہ عمرہٗ کا وہ پیغام درج کیا جاتا ہے۔ جو آپ نے آج سے تیس سال قبل ۱۹۲۴ء میں سفر یورپ کے دوران میں عرشۂ جہاز سے ارسال فرمایا تھا۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ حضور کی صحت و عافیت کے لئے دعائیں کرنے اور صدقات دینے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرنے کی بھی کوشش کرے جو حضور چاہتے ہیں۔ اور جس کا اظہار حضور نے اس پیغام میں بھی فرمایا ہے۔ (خورشید احمد)

"جب سے یہ سفر شروع ہوا ہے۔ میں پہلے سے زیادہ آپ سب کے واسطے دعائیں کرتا ہوں۔ میں نے سب بہنوں اور بھائیوں میں ایسی مخلصانہ محبت اور جذبہ فداکاری پایا ہے جس کی خود خاکسار کو بھی اس سے پہلے خبر نہ تھی اے میری جماعت کے لوگو! اللہ تمہیں برکت دے۔ اس پر مضبوط ایمان رکھو۔ اسی سے سچی محبت کرو۔ اور اس کے حضور میں فدا ہو جاؤ۔ اس کے رسولوں کی عزت۔ اور فرمانبرداری کرو۔

برادران! تم چاروں طرف سے مخالفوں سے گھرے ہوئے ہو۔ تم کبھی اس بات کو نہ بھولو۔ سوچو۔ کہ اگر خدا تعالیٰ ابھی تم کو چھوڑ دے۔ تو تمہارا انجام کیا نہ ہوگا۔ پس جہاں تک ہو سکے۔ خدا کے قریب ہونے کی کوشش کرو۔ اور یہ مقصد سچا احمدی بننے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اپنی دعاؤں میں استقامت اختیار کرو۔ اللہ کے لئے ہر ایک چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہو۔ اور اپنے تمام کاروبار میں اعلیٰ درجہ کی دیانتداری اختیار کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ اور اپنے بھائیوں سے پیار کرو۔ اور اسلام کی اشاعت دنیا کے دور دراز کونوں تک کرو۔ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ تم اس مشن کی کامیابی کے واسطے دعا کرو۔ جس پر میں جا رہا ہوں تم نہیں جانتے بلکہ تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے کہ مجھے کس قدر محبت تم سے ہے۔ آپ لوگوں سے جدا ہونا میرے لئے کس قدر دردناک تھا۔ اور آپ لوگوں کو پیچھے چھوڑنا میرے لئے کس قدر صدمہ پہنچانے والا ہوا۔ لیکن یہ جدائی صرف جسمانی ہے۔ میری روح ہمیشہ تمہارے ساتھ تھی اور ہے اور رہیگی۔ میں زندگی میں یا موت میں تمہارا ہی ہوں۔ تمہاری بہبودی میرے دل کی عین خواہش ہے۔ اور تمہارا دنیوی اور روحانی منزل مقصود تک پہنچنا میری واحد تمنا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے اب افسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے کیوں مجھے خود یورپ جانے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ جدائی ان کو شاق گذر رہی ہے لیکن اس موجودہ غم کو بھول کر بڑے فوائد کے حاصل کرنے کیلئے تیاری کرنی چاہیئے۔ آؤ ہم خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمیں کامیابی کی راہ پر چلائے۔ پس اے میرے بھائیو اور بہنو! خدا کی برکتیں تم پر ہوں۔ جہاں کہیں تم ہو۔ اور جس حالت میں تم ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو؟

(مندرجہ بالا سطور سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل میں اپنی جماعت کے متعلق کتنی تڑپ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے اور دنیا کے دور دراز علاقوں تک اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنی قربانیوں کے معیار کو جلد سے جلد ترقی دے جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی اس تڑپ کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین)

"کیسا اندوہناک تھا۔ کیسا حسرت خیز تھا وہ دل جو اس محبت سے ناآشنا ہے جو مجھے احمدیہ جماعت سے ہے۔ اور وہ دل جو اس محبت سے ناآشنا ہے جو احمدی جماعت کو مجھ سے ہے وہ اس حالت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ اور کون ہے جو اس درد سے آشنا ہو جس میں ہم شریک ہیں کہ وہ اس کیفیت کو سمجھ سکے لوگ کہیں گے کہ جدائی روز ہوتی ہے اور ہمیشہ زمانے کے خواص میں سے ہے۔ مگر کون اندھے کو سورج دکھائے اور بہرے کو آواز کی دلکشی سے آگاہ کرے۔ اس نے کب للہ اور فی اللہ محبت کا مزہ چکھا کہ وہ اس لطف اور اس درد کو محسوس کرے۔ اس نے کب اس پیالہ کو پیا کہ وہ اس کی مست کر دینے والی کیفیت سے آگاہ ہو۔ دنیا میں لیڈر بھی ہیں اور ان کے پیرو بھی۔ عاشق بھی ہیں اور ان کے معشوق بھی محب بھی ہیں اور ان کے محبوب بھی۔ مگر

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کب ان کو اس ہاتھ نے تاگے میں پرو دیا جس نے ہمیں پرو دیا۔ آہ! نادان کیا جانیں کہ خدا کے پروئے ہوؤں اور بندوں کے پروئے ہوؤں میں فرق ہوتے ہیں۔ بندہ لاکھ پروئے۔ پھر بھی سب موتی جدا کے جدا رہتے ہیں۔ مگر خدا کے پروئے ہوئے موتی کبھی جدا نہیں ہوتے۔ وہ اس دنیا میں بھی اکٹھے رہتے ہیں۔ اور اگلے جہان میں بھی اکٹھے ہی رکھے جاتے ہیں۔ پھر ان کے دلوں کے اتصال اور ان کے قلوب کی یگانگت پر کسی اور جماعت یا اور تعلق کا قیاس کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

غرض کہ اس سفر نے اس پوشیدہ محبت کو جو احمدی جماعت کو مجھ سے تھی۔ اور جو مجھے ان سے تھی نکال کر باہر کر دیا۔ اور ہمارے چھپے ہوئے راز ظاہر ہو گئے۔ اور ان کے ظاہر ہونے کا حق بھی تھا۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اے عزیزو! میں آپ سے دور ہوں۔ مگر جسم دور ہے روح نہیں۔ میرے جسم کا ذرہ ذرہ اور میری روح کی ہر طاقت تمہارے لئے دعا میں مشغول ہے اور سوتے جاگتے میرا دل تمہاری بھلائی کی فکر میں ہے۔ میں اپنے مقصد کے متعلق جہاز میں ہی ایک حصہ کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اور اپنے وقت پر اسکو ظاہر کر دوں گا۔ مگر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مجھے جس قدر ہندوستان میں یقین تھا کہ اگر اسلام پھیل سکتا ہے تو آپ لوگوں کے ذریعہ سے اب اس سے بہت زیادہ یقین ہے۔ آہ! تم ہی وہ خدا کا عرش ہو جس پر سے خدا تعالیٰ حکومت کر رہا ہے۔ تم کو خدا نے نور دیا ہے۔ جبکہ دنیا اندھیروں میں ہے۔ تم کو خدا نے ہمت دی ہے۔ جبکہ دنیا مایوسیوں کا شکار ہو رہی ہے۔ تم کو خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے جبکہ دنیا اس کے غضب کو اپنے پر نازل کر رہی ہے اور کیوں نہ ہو تم خدا کی پاک جماعت ہو تمہارے دل اس کے عرش ہیں۔ آہ! اندھی دنیا کو کیا معلوم ہے کہ جب ایک احمدی اس کے محلہ میں پھرتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کا سورج ہے۔ جو اس ظلمت کدہ کو منور کر رہا ہے۔ مگر اندھے کو دلکشی کون دکھائے۔ خوبصورت چہرہ بدصورت کے مقابلہ پر ہی زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور میں دنیا کو دیکھ کر اس جماعت کی خوبصورتی کو دیکھتا ہوں۔ کاش! لوگ میری آنکھیں لیتے۔ اور پھر دیکھتے کاش! لوگ کہ میرے کان لیتے اور پھر سنتے تو تب وہ تم میں وہ کچھ دیکھتے جس کے دیکھنے اور سننے کی انہیں امید نہ تھی۔ مگر ہر امر کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ وہ دن آتے ہیں کہ جب مسیح موعود کی قوت قدسیہ کو لوگ دیکھیں گے۔ کاش! ہم بھی اس دن کو جو خدا کے پہلوان کی فتح کا دن ہوگا۔ دیکھیں۔

اے عزیزو! اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں۔ مگر یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ صاف کپڑے کی نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے میلے پر اور میل بھی لگ جائے تو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ پس اپنے آپ کو صاف رکھو۔ تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ سے اپنے قدس کو ظاہر کرے۔ اور اپنے چہرے کو بے نقاب کرے۔ اتحاد۔ محبت۔ ایثار۔ قربانی۔ اطاعت۔ ہمدردی بنی نوع انسان۔ عفو۔ شکر احسان تقویٰ کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا ہتھیار بننے کے قابل بناؤ۔ یاد رکھو۔ تمہاری سلامتی سے ہی آج دنیا کی سلامتی ہے۔ اور تمہاری ہلاکت سے ہی دین کی ہلاکت۔ دنیا تم کو تباہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر مجھے اس کا فکر نہیں اگر تم خدا کو ناراض کر کے خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ تو دنیا تم کو ہلاک نہیں کر سکتی۔ کیونکہ خدا نے تم کو بڑھنے کے لئے پیدا کیا ہے نہ ہلاک ہونے کے لئے!

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ بھی ہو۔ اور ہمارے ساتھ بھی۔ آمین۔

خاکسار:-

مرزا محمود احمد

۲۲ جولائی ۱۹۲۴ء

(منقول از المصلح کراچی)

عوام کی زبان

"سنسکرت ہے کوپ جل۔ بھاشا بہتا نیر"
(بھگت کبیر)

از جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے واقف زندگی
ناظر امور عامہ قادیان

عقلمند شخص ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔ اور نہ ہی آزمودہ چیز کو دوبارہ آزما کر ندامت اٹھاتا ہے۔ گاندھی جی نے جو اپنی دانائی اور راج نیتی میں ایک بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ ہندوستان کی زبان کے مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ان کے خیال میں ہندوستان کے موجودہ تمدنی اور ثقافتی حالات کے پیش نظر ہندوستانی زبان "جس کو اردو کا بھی نام دیا جاتا ہے۔ اس ملک کے لئے زیادہ مناسب اور فائدہ مند ہے۔ اور اس زبان کو دونوں رسوم الخط یعنی فارسی اور ناگری میں رائج رکھنا مفید ہے۔ لیکن گاندھی جی کی موت کے بعد دستور ملک میں بنایا گیا ہے۔ اس میں ہندی بحروف ناگری کو سرکاری زبان قرار دیا گیا ہے۔ دستوری فیصلہ کے بعد ہر ہندوستانی کا یہ فرض ہے کہ وہ ہندی زبان کی ترویج و ترقی کے لئے کوشش کرے اور وہ تجاویز اختیار کرے جس سے یہ زبان مقبول عام ہو سکے۔

دستور ہند میں ہندی کو راشٹر بھاشا بنانے کے علاوہ علاقائی زبانوں کی ترقی اور ترویج کے لئے بھی گنجائش رکھی گئی ہے اور ان علاقائی زبانوں میں "اردو" کو بھی ایک زبان تسلیم کیا گیا ہے۔ بے شک اردو زبان اب سرکاری [illegible] سے جو اس کو پہلے حاصل تھی بہت حد تک محروم ہو چکی ہے۔ تاہم ملک کی تہذیب و تمدن اور مختلف قوموں کے اشتراک کا آئینہ دار ہونے کی وجہ سے اس وقت بھی اس کا اثر تمام ہندوستان پر نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ اور اس کے الفاظ ملک کے ہر علاقہ کے روزمرہ میں شامل ہیں۔

(۲)

ہماری قومی اور ملکی حکومت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اصول۔ پالیسی اور کارگزاری سے زیادہ سے زیادہ عوام کو باخبر رکھے تاکہ حکومت کے کاموں میں پبلک کا تعاون اور دلچسپی حاصل ہو سکے۔ اور ملک ہر طرح سے ترقی کی منازل طے کرتا چلا جائے عوام الناس کو حکومت کے طریق کار اور پالیسی سے واقف کرنے کے لئے ایک ایسی سرکاری زبان کی ضرورت ہے جو عوام کے گھروں میں سمجھی اور بولی جاتی ہو یا کم از کم اس کے اکثر الفاظ تعلیم یافتہ طبقہ کی زبانوں پر ہوں۔

اگر ہندی زبان کی آسان سلیس اور سادہ شکل کو اختیار کیا جاتا۔ جس میں ایسی زبان کے روزمرہ کے متعارف محاورات اور الفاظ شامل ہیں۔ تو کم از کم شمالی ہندوستان میں سرکار کو اپنے خیالات عوام تک پہنچانے میں بہت آسانی تھی۔ بلکہ جنوبی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بھی اسی قسم کی ہندوستانی زبان کے بہت سے الفاظ رائج ہیں۔ اور وہاں کے باشندے تھوڑی سی کوشش کے بعد اس سادہ زبان کو سمجھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ موجودہ سرکاری زبان کی تشکیل جن ارباب اختیار کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اس میں سے سادہ اور عام فہم الفاظ محض اردو کی مخالفت کی وجہ سے نکال نکال کر باہر پھینک رہے ہیں۔ اور ان کی جگہ سنسکرت کے مردہ الفاظ اور مغلق محاورات استعمال میں لا رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سرکاری زبان دن بدن عوام سے دور ہوتی جا رہی ہے اور یہ اتنا بڑا نقصان ہے جس کا ہماری قومی اور ملکی حکومت کو سنجیدگی کے ساتھ تدارک کرنا چاہیئے۔

(۳)

ہندوستان کی پرانی تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ گوتم بدھ اور ان کے مذہب کو ہندوستان میں فروغ حاصل ہونے کی ایک بڑی وجہ ان کا ایسی زبان کو اختیار کرنا تھا۔ جو عوام الناس کی زبان تھی ان کے مقابل پر بڑے بڑے دوان اور پنڈت باوجود اپنے فلسفہ اور حکمت کے اس لئے زک اٹھا گئے کہ ان کے مذہب کی بنیاد سنسکرت کے مشکل اور دور از فہم شبدوں اور منتروں پر تھی۔ جن کو عوام خود نہ سمجھ سکتے تھے۔ اور سمجھانے کے لئے ہر جگہ اور ہر وقت پنڈت مہیا نہ ہو سکتے تھے۔ لیکن مہاتما بدھ کی پالی زبان میں دی ہوئی تعلیم عوام الناس تک براہ راست رسائی حاصل کر لیتی تھی۔ اس لئے بدھ مت کو ہندو مت کے مقابل پر کامیابی ہوئی اور وہ تھوڑے ہی عرصہ میں نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ارد گرد کے دوسرے ممالک میں بھی پھیلتا گیا۔ اور ہندوستان میں بھی کئی سو سال تک اس کا ڈنکا بجا۔

یہی حال بھگتی کی تحریک کا ہے۔ جو بارھویں صدی عیسوی سے لیکر سترھویں صدی تک ہندوستان میں جاری رہی اور ترقی کرتی گئی۔ اس تحریک کے رہنماؤں یعنی شمالی ہندوستان میں راما نند اور ان کے چیلے کبیر تلسی داس سیوڑ اس بنگال میں چیتنی اور پنجاب میں گورو نانک صاحب نے سنسکرت جیسی مشکل اور مردہ زبان کو چھوڑ کر اپنے خیالات کی اشاعت عوام کی زبان میں کی۔ اور پنجابی سندھی۔ مرہٹی۔ بنگالی کو اختیار کیا اور شاہی محلوں اور عظیم الشان مقدس مندروں کو چھوڑ کر غریب اور نادار دیہاتیوں کے جھونپڑوں اور عوام الناس کے دلوں اور دماغوں تک رسائی حاصل کی۔ چنانچہ کبیر صاحب کیا خوب فرماتے ہیں۔

"سنسکرت ہے کوپ جل بھاشا بہتا نیر"

یعنی سنسکرت ٹھہرا ہوا پانی ہے۔ اور بھاشا بہتا ہوا پانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سنسکرت کو چھوڑ کر عوام کی زبان کو بہتے ہوئے پانی کی طرح رواں ہی اختیار کیا اور اپنے خیالات کو پھیلانے میں بہت جلد کامیاب ہو گئے۔

ہندوستان کے علاوہ دوسرے ملکوں میں بھی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ جن خیالات یا اصولوں کو عوام کی زبان کے ذریعہ [illegible] کی کوشش کی گئی وہ بہت جلد پھیل گئے۔ لیکن جو خیالات کو مردہ زبانوں اور مشکل اور دور از فہم الفاظ کے چکر میں پھنسایا گیا وہ کبھی بھی فروغ نہ پا سکے۔

رومن کیتھولک مذہب کے رہنما پاپائے روم کے مذہب میں انجیل کی زبان لاطینی رکھے جانے پر زور دیا جاتا تھا۔ لیکن ان کے مقابل پر پروٹسٹنٹ لیڈر مارٹن لوتھر نے جرمنی میں زبانوں کو مذہبی مسائل کو پیش کرنے کے لئے استعمال کیا۔ اور اس کی تقلید میں دوسرے یورپین ممالک میں بھی ملکی زبانوں کو کیتھولک مذہب اور پوپ کے خلاف مذہبی خیالات کو پھیلانے کے لئے استعمال کیا گیا۔ جس کا نتیجہ آج سامنے ہے پروٹسٹنٹ مذہب کتنی جلدی اور کس قدر وسعت کے ساتھ [illegible] عیسائی دنیا پر چھایا ہوا ہے۔

(۴)

خلاصہ یہ کہ یہ ایک آزمودہ حقیقت ہے کہ کوئی حکومت یا سوسائٹی ہر وقت اپنے اصولوں اور خیالات کو فروغ دے سکتی ہے۔ اور عوام میں مقبول ہو سکتی ہے جب عوام کی زبان میں ان تک رسائی حاصل کرے۔ حکومت ارباب بست و کشاد کیلئے یہ مسئلہ سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا ہے کہ آیا عوام کی زبان رائج کر کے حکومت اور اس کے اصولوں اور پالیسی کو مقبول کیا جائے یا پراچین تہذیب کو رائج کرنے کے نشہ میں عوام کی زبان سے دوری اور بیگانگی اختیار کی جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

آہ مرزا احسن بیگ صاحب رضؓ!

مکرم مرزا احسن بیگ صاحب تیس دو زمیندار [illegible] ڈاکخانہ [illegible] گنج علاقہ کوٹہ ساجپوتانہ راجستان کے در دمندہ ۲۵ مارچ کو ساتھؔ ارتحال کی خبر ان کے بیٹے مکرم مرزا اکبر بیگ صاحب دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی فرماتے ہیں۔ کہ مرحوم صحابی تھے۔ حضرت نانی صاحبہ کی چھوٹی ہمشیرہ کے صاحبزادہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت عزیز تھے بعض سفروں میں حضور ان کو اپنے ہمراہ رتھ میں بٹھلاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضور بٹالہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ بٹالہ قادیان سڑک پر موضع [illegible] بالمقابل ڈڈالہ کر ننھیاں کے قریب حضور کو پیشاب کی حاجت ہوئی اور میں نے پانی کا لوٹا بھر کر پیش کر دیا۔ اور دوسری طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ حضور ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ایک آوارہ سانڈھ حضور پر حملہ آور ہونے کیلئے لپکا۔ میرے پاس لاٹھی تھی۔ جو میں نے اس پر تڑا تڑ لگائیں اور وہ بھاگ گیا اس سفر میں بھی مرحوم حضور کے ہمراہ رتھ میں سوار تھے۔ اور کوئی دو سال کی بات ہے کہ انہوں نے ایک خط میں اس واقعہ کی طرف اشارہ بھی کیا تھا۔ حضور نے مرحوم کی پاس خاطر مجھے ان کے پاس کا م سیکھنے بھیجا تھا۔ جب بھی میں واپسی کا ارادہ کرتا مرحوم حضور کی خدمت میں لکھ دیتے اور حضور کا ارشاد مجھے آتا میاں عبدالرحمن! اگر تم خوشی چاہتے ہو تو مرزا احسن بیگ کے پاس رہو سال سپر میں ٹھہر جاتا۔ کم و بیش چار سال تک ان کے پاس میرا قیام رہا۔ گو درمیان میں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے قادیان آنے کا موقعہ بھی ملتا رہا۔ ۱۹۰۷ء کو ایک چیتے نے مجھے زخمی کر دیا اور اس وجہ سے میں وہاں سے واپس آ گیا۔ مرحوم کی عمر پچھتر برس کی ہوگی۔ مرحوم کے خاندان کے سوا اس مقام پر کوئی احمدی نہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ مرحوم کی مغفرت کیلئے جنازہ غائب ادا کیا جائے۔ بعض مرحوم کے اعزہ و اقارب کے ساتھ تعلق [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر و جمیل کی توفیق عطا کرے اور ان میں ترقی عطا کرے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ صحابہ پاک کا گروہ بڑی سرعت سے ہم سے جدا ہو رہا ہے۔ احباب خاص طور پر دعا فرماتے رہیں کہ ان کا [illegible]

حضرت مسیح موعودؑ مثیل حضرت یحییٰؑ

(از ایڈیٹر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی آیات اور آخری آیات پڑھے گا۔ وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔ ان آیات میں فتنۂ مسیحیت کا ذکر ہے گویا کہ فتنۂ دجال اور فتنۂ مسیحیت ایک ہی چیز ہیں۔ آخری آیات میں بتایا گیا ہے۔ کہ دجالی اقوام کی تمام تر مساعی دنیا طلبی کے لئے وقف ہوں گی۔ اور وہ صنعت میں ترقی کریں گے۔ دنیا طلبی میں ان کو اس قدر استغراق ہوگا کہ اخروی امور معاد وغیرہ سے بکلی غافل ہوں گے۔ اور آخری آیت میں فرمایا۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔ فتنۂ دجال کے پاش پاش کرنے کے لئے آنحضرت صلعم کی روحانیت اور وحی ہی کام کرے گی اور تثلیث کے بالمقابل توحید کا پرچم لہرانے کے لئے حضور صلعم کی روحانیت کی بجائے حضرت عیسےٰؑ یا کسی غیر از اُمت کی روحانیت درکار نہ ہوگی۔

یہاں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جیسا کہ پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے تثلیث کا غلبہ اور اسلام کی مغلوبیت اور فیج اعوج کا زمانہ کافی لمبا ہوگا۔ اور یوں معلوم ہوگا کہ مسیحیت کے جارحانہ حملوں کی اسلام میں تاب مقاومت نہیں۔ اسلام ناکارہ جائے گا۔ قرآن مجید سے جو معارف کے دریا بہتے تھے۔ جو شکوک و شبہات کے خس و خاشاک کو بہا لے جاتے تھے۔ وہ بہتے نظر نہ آئیں گے۔ علماء نک بھی جو اپنی اعلیٰ حالت میں ورثۃ الانبیاء قرار پائے تھے زیر آسمان بدترین خلائق ہو جائیں گے مسلمان ننگِ اسلام و عارِ اسلاف ہوں گے۔ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ ایک زمانہ تک آنحضرت صلعم کی روحانیت نے کام کیا۔ بعد ازاں شاید تاثیراتِ روحانیہ اختتام پذیر ہو گئیں۔ اسلام کی بہار کا دور ختم ہوا۔ اور اس پر خزاں آگئی۔ اور اس کے سرسبز و شاداب باغ کی تر و تازگی اور اس کا شباب زوال پذیر ہو گیا۔ اور اس کی رونق و نضارت کا زمانہ بیت گیا۔ اس لئے یہ کیونکر ممکن ہے کہ تثلیث کے اپنے غلبہ کے وقت توحید غالب آئے اور غالب آئے بھی تو حضور صلعم کی تاثیرات روحانیہ اور وحی قرآن کے ذریعہ کیونکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا مہر منور و درخشاں حسب سابق نور پاش۔ ضیاء فگن و عالم تاب اور آپ کی تاثیرات و قوت قدسیہ کا بحر مواج و بے پایاں پہلے کی طرح زندگی جاوید بخش نہیں رہا۔

سورۂ کہف کی آخری آیت کے متعلق جو سوال پیدا ہوتا تھا اس کا جواب اگلی سورت مریم میں دیا گیا۔ قرآن مجید میں تسلسل و ربط ہے۔ ایک سورۃ کا مضمون دوسری سورۃ کے مضمون سے مربوط ہوتا ہے۔ سورہ مریم کے ابتدائی مقطعات کٓھٰیٰعٓصٓ جو کافٍ ہادٍ یا علیم صادق کے مخفف ہیں بتلاتے ہیں کہ اعتراض مذکورہ بالا بالکل ہی سطحی اور بودہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات کافی ہادی اور علیم و صادق ہے۔ کسی نبی کی توجہات روحانیہ اور تاثیراتِ قدسیہ کا اصل سہارا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس لئے جب ہادی ذات نے یہ فیصلہ کر دیا کہ حضور صلعم کی روحانیت ہی اس دورِ ظلمات میں نور پاشی کرے گی۔ تو یہ فیصلہ ہی کافی ضمانت ہے کہ ایسا ہی ہوگا کیونکہ یہ فیصلہ اس ہستی نے کیا ہے کہ جو ہدایت خلائق کی ضامن ہے۔ وہ علیم و صادق ہے۔ اس کی طرف سے جو کچھ بتایا گیا وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ اس علیم ذات کو علم ہے۔ کہ حضور صلعم کے انوار ہی اس آخری زمانہ میں بھی ضو فشانی اور ضیاء پاشی کر کے قلوب کو منور کریں گے۔ اور اسی نے اس کا سامان کر رکھا ہے۔

پھر سورہ مریم میں کئی امثلہ سے اس امر کا اثبات کیا کہ آنحضرت صلعم کی تاثیرات ہی سارا کام کریں گی۔ اول حضرت ذکریاؑ کی مثال دی کہ جب ان کی اور ان کے اہلبیت کی جسمانی قوت کے لحاظ سے ان کے ہاں اولاد کا ہونا محال تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ایسی حالت میں ان کو حضرت یحییٰ جیسا فرزند عطا کیا۔ دوسری مثال حضرت مریم کی دی کہ ظاہری سامان بیٹا پیدا ہونے کا مفقود تھا۔ اس کے باوجود رحمانیت کی صفت کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے ان کو حضرت عیسےٰؑ جیسا فرزند عطا کیا۔ وساتھ ہی ایسی باتوں کا ذکر کر دیا کہ جس سے حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ کی الوہیت کا ابطال ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰؑ کا عبداللہ ہونا۔ تورات پر عمل پیرا ہونا۔ نبی ہونا جو سب کچھ انجیل سے ثابت ہے۔ بتایا کہ مسیحیت میں بطلان کے سامان خود ہی موجود ہیں۔ سو جب اللہ تعالےٰ ایسی طاقت کا مالک ہے۔ کہ اسباب کے فقدان کے باوجود اپنے ارادہ کی تکمیل کے سامان مہیا فرما سکتا ہے تو اگر تیرہ سو برس گذارنے پر یہ معلوم ہوگا۔ کہ اتنی طویل مدت آنحضرت صلعم کی تاثیرات قدسیہ کے ظہور میں روک ہے۔ اور قرآن مجید کے معانی چشمہ کی سوتیں بظاہر مسدود نظر آئیں گی تو کیا اللہ تعالےٰ کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ حضرت یحییٰؑ و حضرت عیسےٰؑ کی ولادت کی طرح حضور صلعم کی تاثیرات ظاہر فرمائے؟ وہ قرآن مجید کی سوتوں سے معارف کے ایسے دریا بہا دے گا کہ جس سے صاف ظاہر ہوگا کہ اسلام و قرآن مجید کا کلمہ طیبہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جو ہر زمانہ میں تر و تازہ پھل لاتا ہے۔ اور جس کی جڑھیں پاتال میں راسخ اور شاخیں آسمان میں بلند ہیں۔ اور اسلام ہر طرح سربلند غالب و فاتح ہے۔ اس میں ہر زمانہ کے شکوک و شبہات کے ازالہ کی قوت موجود ہے۔ آنحضرت صلعم و اسلام کی تاثیرات تو بدستور موجود ہیں۔ اگر کوئی تاریک کرہ میں بیٹھ جائے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور؟ مسلمانوں نے اپنی اصلاح اور غیر کی مدافعت میں خود ہی آنحضرت صلعم سے استفادہ نہیں کیا۔ ان کی تاثیرات قائم ہیں اور رہتی دنیا تک قائم رہیں گی۔ اس کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ دے رکھا ہے۔ اور وہ جب وعدہ دیتا ہے۔ اس کے اسباب بھی پیدا کرتا ہے۔ اس لئے اس نے یقیناً پہلے ہی ایسے اسباب پیدا کئے ہوں گے کہ ابد الآباد تک حضور صلعم کا فیض ہی جاری رہے۔ تو یہ ابتداء سے ہی مشیت ایزدی تھی ہمیں تو یہ بھی نظر آتا ہے۔ کہ ظاہری سامان مفقود ہوتے ہیں۔ اور عام قوانین کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ یوں نہیں ہوگا۔ پھر بھی وہ ارادہ کرے تو اسے پورا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یحییٰؑ و حضرت عیسےٰؑ کی ولادت کے تعلق میں ہوا۔ ان حروف مقطعات کے رکھنے سے ہی بتا دیا کہ ایسے معترض اللہ تعالےٰ کی قوتوں سے ناواقف ہیں۔ اور اپنی جہالت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی طرف عدم قدرت منسوب کرنے کا موجب بن جاتے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ادریسؑ کی مثالیں دے کر اس رنگ میں بھی شک و ارتیاب کا استیصال کیا کہ یہ مت خیال کرو کہ جب سارا ماحول دجالی ہوگا۔ طاغوتی طاقتیں ہر جگہ صف آراء ہوں گی۔ اس وقت ایسا شخص آنحضرت صلعم کی قوتِ قدسیہ سے کیونکر مبعوث ہو سکتا ہے جو طاغوتی طاقتوں سے کامیاب و کامران رنگ میں نبرد آزما ہو سکے۔ بتایا کہ غور کرو کیا ان تینوں انبیاء کا ماحول نیک تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا اپنا خاندان ہی بت پرست و مشرک تھا۔ آپؑ کے چچا آپؑ کے شدید مخالف تھے۔ آپؑ اس کو ایک آنکھ نہ بھاتے تھے لیکن یہاں تو قرآن مجید جیسا کلام موجود ہے حضرت اسمٰعیلؑ اپنے والد کی تربیت سے پورے طور پر فیض یاب نہ ہو سکے۔ اور عہد طفولیت میں ہی کہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ وادی میں اپنی والدہ کے ہمراہ الگ تھلگ ان کو رہنا پڑا۔ البتہ حضرت ابراہیمؑ مس خربیت پر خلیفہ بنے رہے وہ موجود تھے۔ اسی طرح یہاں گو آنحضرت صلعم کا جسمانی وجود موجود نہ ہوگا۔ لیکن آپؐ پر نازل شدہ کلام الہیٰ (جس کی وحی کا کہف کی آخری آیت میں ذکر ہے) تربیت کے لئے موجود ہوگا۔ یہ حبل اللہ آنحضرت صلعم کی وساطت سے اللہ تعالےٰ سے ناطہ جوڑ دے گا۔

سورہ مریم کا مضمون سورہ کہف کے مضمون کے تسلسل ہی ہے۔ چنانچہ رکوع ماقبل آخر میں بالمقابل کا فریق کا ان الفاظ میں ذکر ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا کہ جب ان کو کھلے نشانات سنائے جاتے ہیں۔ تو وہ مومنوں کو کہتے ہیں۔ کہ ہم تم سے مرتبہ و مجلس کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ یہ مغربی اقوام کا نظریہ ہے۔ جو مشرقی اقوام سے اپنے تئیں فائق سمجھتے ہیں۔ اور پھر اپنی تہذیب و تمدن اور اپنی سوشل ترقی کو اپنے مذہبی تفوق کے لئے بطور دلیل کہتے ہیں۔ یہ بھی ذکر فرمایا فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ ھُوَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا۔ کہ یہ لوگ عنقریب جان لیں گے کہ مرتبہ کے لحاظ سے کونسا بڑا اور ضعیف لشکر والا ہے۔ چنانچہ مغربی اقوام کو ہی اپنی فوجی قوت اور ایٹم بم اور ایچ بم اور سی بم وغیرہ پر ناز ہے۔ پہلا حصہ تو پورا ہو رہا ہے۔ جبکہ مشرقی اقوام نے ان کی غلامی میں رہنے سے انکار کر کے بغاوت کر دی ہے۔ بعض اقوام اپنے تئیں ان کے شکنجہ سے چھڑانے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ اور بعض ہوا چاہتی ہیں اور وہ گھڑی بھی دور نہیں جب یہ طاغوتی طاقتیں ایکدوسرے

کے خلاف صف آرا ہو کر اپنی فوجی طاقت بھی کھو دیں گی۔ محدود علاقہ میں کھلے طور پر اور بقیہ حصص میں سرد جنگ کے رنگ میں مخالفانہ صف آرائی جاری ہے۔ اور واتخذوا من دون اللہ اٰلھۃ میں اد کے شرک کا ذکر ہے۔ اور آخری رکوع میں وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا لقد جئتم شیئا ادا۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا میں الوہیت عقیدۂ ابنیت والوہیت مسیحؑ کی تردید کی گئی ہے اور سورۃ ہٰذا کی آخری آیت کا مضمون بیان ذیل کے الفاظ میں دہرایا فانما یسرنٰہ بلسانک لتبشر بہ المتقین وتنذر بہ قوما لدا۔ کہ آنحضرت صلعم اور قرآن مجید کے ذریعہ ہی دجالی فتنہ کا ابطال ہوگا۔ اور بتایا کہ وکم اھلکنا قبلھم من قرن۔ ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا۔ کہ انجام کار یہ طاقتیں تباہ و برباد ہو کر رہیں گی۔

آنحضرت صلعم تمام انبیاء کے سردار تھے انک لعلیٰ خلق عظیم کے مطابق تمام بہترین فضائل۔ خصائل اور شمائل آپؐ میں موجود تھے۔ ایک شاعر نے اس مضمون کو ان الفاظ میں باندھا ہے ؎

حسن یوسفؑ۔ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت مسیح موعودؑ حضور صلعم کے مظہر ہیں حضور صلعم کے فیضان سے آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے جری اللہ فی حلل الانبیاء کے خطاب سے نوازا ہے۔ کہ آپؑ انبیاء کے لباسوں میں اللہ تعالیٰ کے پہلوان ہیں۔ چنانچہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو سو سے اوپر الہامات میں متعدد انبیاء سے مشابہت دی ہے۔ بمضمون ہٰذا میں حضرت یحییٰؑ سے مماثلت کا ذکر مقصود ہے۔ یہ مماثلت وحی میں تین دفعہ بیان ہوئی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) (۲) "شاید برس گذرا الہام ہوا تھا۔ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ"۔ (مکتوب مورخہ ۱۶ فروری ۱۸۹۸ء بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۲۷)

(۳) حضرت اقدسؑ نے ایک الہام سنایا۔ یا یحییٰ خذ الکتاب بالقوۃ۔ والخیر کلہ فی القرآن۔ ... فرمایا کہ "اس میں ہم کو حضرت یحییٰ کی نسبت دی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت یحییٰ کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور حدیثوں کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے۔ اور ہر بات میں احادیث کو پیش کرتے تھے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ اہل حدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں" (الحکم مورخہ ۲۴/۴ ۲۴ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۳۹۳)

قرآن مجید میں حضرت یحییٰ کے بہت سے شمائل حمیدہ بیان ہوئے ہیں۔ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ۔ (مریم ع۱) کا ارشاد بھی آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑی خوبی آپ کی یہی تھی۔ جو آپ نے تمسک بکتاب اللہ کرتے اس ارشاد پر عمل کیا اور ایک نبی کا تمسک دوسروں کو اس پر عمل پیرا بنانے کا موجب بھی بنتا ہے۔ آپ اس زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے۔ کہ جب یہود میں قوت عملیہ کا فقدان ہو چکا تھا۔ وہ توریت کو پس پشت ڈالتے تھے۔ اور اس کے مغز کی بجائے اس کے قشر پر جھگڑا کرتے ہوئے تھے۔ اور جیسا کہ حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے۔ توریت پر احادیث کو ترجیح دیتے تھے۔ زمانہ حال میں مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے۔ اور وہ یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورا کے مصداق بن چکے ہیں۔ اس لئے حضورؑ کو حضرت یحییٰ کی طرح تمسک بکتاب اللہ کا ارشاد ہوا۔

سورہ طٰہٰ (ع۱) میں ذکر ہے کہ وادئ مقدس طوی میں حضرت موسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ یہ میرا عصا ہے۔ میں اس پر سہارا لیتا ہوں اور اس کے ساتھ بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں۔ اور اس میں میرے لئے اور بھی مقاصد ہیں۔ جب ارشاد الٰہی سے آپ نے عصا زمین پر ڈال دیا۔ تو وہ ایک بڑا سانپ بن کر دوڑنے لگا۔ حضرت موسیٰ بھی اس سے خائف ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ کہ اس کو پکڑ لے اور ڈر مت ابھی ہم اس کی پہلی خصلت اس میں واپس لوٹا دیں گے۔

حضورؑ کی وحی میں یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ کے معاً بعد خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ کے الفاظ حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی طرف اشارہ کے لئے آئے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے۔ کہ کتاب کا لفظ عربی زبان میں مذکر ہے۔ اس کی طرف ھا کی مونث کی ضمیر راجع نہیں ہو سکتی۔ اس اشارہ کی تفصیل یہ ہے کہ عصا کی اپنی حالت کے مطابق قرآن مجید کی سیرت یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا کی ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کہ عصائے موسیٰؑ کی حضرت موسیٰؑ اور فرعون دونوں کے لئے جدا جدا سیرت تھی۔ قرآن مجید مومنوں کے لئے شفاء لما فی الصدور اور لاریب فیہ کی صفات رکھتا ہے۔ حضور صلعم کے قول کے مطابق آخری زمانہ میں اسلام و قرآن مجید کی حالت لایبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ ہو جانی تھی۔ چنانچہ مسلمان اپنی بدعملی کی وجہ سے قرآن مجید کی صفات شافی و ہادی وغیرہ سے استفادہ کرکے مومن و متقی بننے کی بجائے اسے اول بالکل ترک کرکے دوم اس پر احادیث کو ترجیح دے کر اس کے چشمۂ صافیہ سے منہ موڑ چکے اور اس کے متعلق ہزارہا شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اس وحی میں بتایا گیا کہ مسلمانوں نے تو اپنے تئیں برکات قرآنیہ سے محروم کر لیا۔ لیکن آپ کے لئے وہ برکات ظاہر کی جائیں گی۔ نام نہاد مسلمانوں کے لئے وہ اژدہا صفت بن گیا جیسے عصا آل فرعون کے لئے بنا بوجہ ان کی اپنی بدعملی کے۔ لیکن حضورؑ کے لئے عصاء موسیٰؑ کا اس رنگ میں کام دے گا کہ آپؑ کے لئے اس سے سہارا اور مقصود حاصل ہوگی۔ یعنی مسائل اسلامیہ کے استنباط و اثبات کے لئے وہ سہارا ہوگا۔ اور اپنی غنم (بکریوں) یعنی جماعت پر اس کے ذریعہ ایسی روحانی غذا کے پتے جھاڑ سکیں گے۔ جہاں کہ ان کی خود رسائی نہ ہو سکے گی۔ اور دیگر فوائد جو اس میں ہیں وہ بھی حاصل ہوں گے۔ اور جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اے موسیٰ! اسے پکڑ لو یہ آپ کے لئے اژدہا صفت نہیں رہے گا۔ بلکہ اپنی عصا کی شکل میں اسے واپس کر دیں گے۔ اسی طرح قرآن مجید کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو جو فرمایا۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ آپؑ کے لئے اور آپ کی جماعت کے لئے یضل بہ کثیرا کی سیرت قرآن مجید کی ظاہر نہ ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو اس کی سیرت تھی اسی سیرت والی تاثیرات و برکات ظاہر ہوں گی۔ اور جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر مبارک میں بعض اقوام نے قرآن مجید کے ذریعہ حیرت انگیز ترقیات کیں۔ اور مختلف اقوام کے حکمران بن گئے۔ گویا عصائے سطوت ان کو مل گیا۔ لیکن جن اقوام نے قرآن مجید کی مخالفت پر کمر باندھی تعجب انگیز حالات میں وہ قعر ذلت میں جا پڑیں۔ اسی طرح یہی دو سیرتیں حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک زمانہ میں ظاہر ہوں گی۔ قرآن مجید آپؑ کے لئے آپؑ کے اتباع کے لئے اس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہر طرح باعث برکت و رحمت ہوگا۔ ان کے لئے اس سے روحانی پیاس بجھانے کے لئے چشمے پھوٹیں گے۔ لیکن جو مخالفت پر آمادہ ہوں گے ان کے لئے فرعون و آل فرعون و جنود فرعون کے مثیل ہونے کی وجہ سے اس کی اژدہا کی سیرت ظاہر ہوگی۔ وہ حضورؑ کی طرف سے پیش کردہ دلائل قرآنیہ کی سطوت و شوکت سے جھلا اٹھیں گے۔ مغلوب و عاجز آئیں گے۔ خائب و خاسر ہوں گے۔ اب اللہ تعالیٰ خاموش نہیں رہے گا۔ اور وعدہ [illegible] الغالبون اولیاء و اعداء دونوں کے لئے دونوں طور پر ظاہر ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ ان الہامات میں آنحضرت صلعم کو حضرت زکریا سے اور حضرت مسیح موعودؑ کو حضرت یحییٰ سے مماثلت دی گئی ہے۔ وہ بوجوہ ذیل ثابت ہوتی ہے۔ (باقی)

درخواستہائے دعا

(۱) عزیزم مرزا الطاف احمد ۱۱ سال میں تیسری جماعت کی پڑھائی کرکے نویں جماعت میں اور عزیزہ امۃ الجمیل نصرت گرلز سکول میں اپنی جماعت میں مجموعی طور پر نیز حساب میں اول آکر پانچویں جماعت میں ہوئی۔ احباب ان عزیزان کی مزید ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔

امۃ المجیب بنت مرزا برکت علی آف آبادان (ایران) حال [illegible]

(۲) [illegible] کا استعفاء دے رہا ہوں درخواست دعا ہے۔

خاکسار برکت علی احمدی

افکار و آراء

روزنامہ پاکستان ٹائمز اور مغربی پاکستان کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ پر قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر حملہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے ملک کے مختلف اخبارات نے جو ادارئیے تحریر کئے ہیں۔ ان میں سے بعض ہم کالموں میں ہم نقل کر چکے ہیں۔ آج معزز معاصر پاکستان ٹائمز اور مغربی پاکستان اور دلچسپ حیدرآباد دکن کے اداریے درج کئے جا رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

"پاکستان ٹائمز" نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۴ مارچ میں "ربوہ کا حادثہ" کے عنوان سے لکھا۔

"حضرت بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ بلاشبہ ملک کی رائے عامہ کے ہر گروپ سے اس کی شدید مذمت کی جائے گی۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ قاتل کا کوئی ذاتی عناد اس فعل کا محرک تھا۔ یا جماعت احمدیہ کی مذہبی یا سیاسی مسائل سے شدید اختلاف کی بنا پر اس نے ایسا کیا ہے۔ اول الذکر صورت میں ربوہ کا یہ حادثہ اسی نوعیت کے دوسرے جرائم سے کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن اگر اس نوجوان شخص کے سیاسی یا مذہبی عقائد اس کا باعث بنے ہیں۔ تو یقیناً ان تمام لوگوں کو جو صاحب اثر ہیں۔ اور رائے عامہ کو مسخر کر سکتے ہیں۔ اس طرف اپنی پوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

اختلاف رائے کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو لیکن ایک خاص نقطۂ نگاہ کی خاطر گولی یا خنجر کا استعمال کبھی بھی مبنی بر انصاف اور درست نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے۔ کہ انفرادی دہشت انگیزی عموماً اس مقصد کو فوت کر دیتی ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے ایسا اقدام کیا گیا ہو۔ بلکہ اکثر اوقات اصل مقصد کے بالکل برعکس نتائج پیدا کرتی ہے۔

ربوہ کے اس حادثہ کے متعلق مولانا ابو الحسنات مولانا داؤد غزنوی اور ماسٹر تاج الدین انصاری نے جو بیانات دیئے ہیں۔ ہم اس کی پوری تائید کرتے ہیں۔ اور اس بات کی کامل امید رکھتے ہیں۔ کہ ہر پاکستانی اس قسم کے رجحانات کو جن سے ملک کو ناقابل بیان نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہرگز بڑھنے نہیں دے گا۔"

"مغربی پاکستان" نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۳ مارچ میں "افسوسناک حرکت" کے عنوان سے ذیل کا مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے :-

"قادیانی عقائد سے شدید اختلاف رکھنے کے باوجود ہمیں یہ خبر پڑھ کر سخت رنج ہوا۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان پر کسی نامعلوم نوجوان نے حملہ کر دیا ہے۔ ہمارا یہ سوچا سمجھا ہوا موقف ہے۔ کہ عقائد کا اختلاف سرتاسر ذاتی اور شخصی مسئلہ ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے عقائد کا اختلاف ذاتیات سے گزر کر اجتماعی مسئلہ بھی بن جائے۔ تب بھی کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مخالف کو بالجبر اپنا قائل کرنے کی کوشش کرے۔ اور خنجر و سنان کو اپنے موقف کی دلیل بنانے پر اصرار کرے۔ اس کے علاوہ یہ حرکت انتہائی غیر اسلامی ہے۔ اسلام امن پسند اور انتہائی متحمل مذہب ہے کہ دوسرے دین کے کسی بزرگ سے خلاف گستاخی نہ کی جائے۔ اور کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے دوسرے دین والوں کے جذبات کو ٹھیس لگے۔ اسلام کی اس واضح اور غیر مبہم تعلیم کے پیش نظر بھی مذکورہ نوجوان کی یہ جاہلانہ اور دیوانگی کی حرکت یقیناً مستحسن نہیں سمجھی جائے گی۔ اور پاکستان کے سنجیدہ طبقے کا کوئی فرد اس حرکت کی تائید نہیں کرے گا۔ ہم خدا کے حضور میں دست بدعا ہیں۔ کہ مرزا صاحب موصوف جلد از جلد صحت یاب ہو جائیں۔ اور خدا تعالیٰ اس نوجوان کو معاف کرے۔"

(المصلح کراچی ۲۴ مارچ ۱۹۵۴ء بحوالہ ۲۶/۱۳۳۳ ہش)

درخواست دعا۔ میری اہلیہ عرصہ سے علیل ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔
محمد ابراہیم حسینی سعید وکیل شولاپور (دکن)

مرزا بشیر الدین محمود احمد پر قاتلانہ وار

زیر عنوان بالا جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ "دلچسپ" مدراس رقمطراز ہیں :-

یہ نہایت افسوسناک ذہنیت ہے کہ معمولی معمولی چیزوں کو بڑھا چڑھا کر فتنہ و فساد کا مرکز بنا دیتے ہیں۔ اور اس ملک میں جہاں اسلامی قوانین کے لئے رات دن چیخ و پکار ہوتی رہتی ہے۔ اس اسلام ہی کی خلاف ورزی عمل میں آ رہی ہے۔ یہ مسلم قوم کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ ایک طرف تو بلند و بانگ اسلامی دعوے ہوں اور دوسری طرف ان کے خلاف عمل شروع ہو جائے۔ اس سلسلے میں حال کی افسوسناک اطلاع سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے کہ لاہور سے ننانوے میل کے فاصلے پر ربوہ نامی مقام پر مولانا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ پر دن دھاڑے حملہ ہوا۔ اور وہ بھی کسی غیر قوم کے فرد سے نہیں بلکہ ایک مسلمان کے ہاتھوں۔

یہاں یہ بتانا ضروری نہیں کہ حملہ کس لئے ہوا لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ حملہ کرنے والا کون ہے۔ اور کس بنا پر اس حملہ کی اس میں جرأت پیدا ہوئی۔ یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ عام طور پر ذاتی عناد پر ایک دوسرے سے اختلافات رونما ہوتے ہیں اور فساد کی نوعیت اختیار کر جاتے ہیں۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو یہ اختلاف کسی ذاتی عناد و دشمنی سے نہیں بلکہ عقائد کے اختلاف کی بنا پر عمل میں آیا۔ یوں تو ہم احمدی نہیں اور نہ ہی ہم یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں کہ احمدی اپنے عقائد کے لحاظ سے مسلمان نہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس ہر وہ شخص مسلمان ہے جس کا کلمہ ہمارا کلمہ ہو۔ جس کی کتاب ہماری کتاب ہو۔ اور جس کا قبلہ ہمارا قبلہ ہو۔ اس ضمن میں ہم یہ کہیں گے کہ ہم نے احمدیوں کے ساتھ رہ کر دیکھا ہے وہ تو آٹھوں پہر تبلیغ کا سودا اپنے سر میں سمائے پھرتے ہیں اور جہاں بھی جاتے ہیں اور جو بات کرتے ہیں اس میں اسلام ہی اسلام ہوتا ہے۔ اس کا تجربہ تو ہم کو ہمارے نوجوان ہفت روزہ اور صحافی بھائی جناب کریم اللہ صاحب جو "آزاد نوجوان" کے ایڈیٹر ہیں سے ہو گیا ہے۔ ان کی باتوں سے پایا ہے کہ احمدی سوائے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اور کسی چیز کو اپنا مقصد نہیں بناتے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ وہ حضرت مسیح ناصری کے متعلق اپنے عقائد ہم سے کچھ جدا رکھتے ہیں۔ لیکن اس بنا پر تو کوئی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور نہ اس سے اسلام کے بنیادی اصولوں میں کوئی اختلاف پیدا ہوتا ہے اس سے بڑا امر کر دیکھا جائے۔ تو یہ معلوم ہوگا کہ وہ ہم سے کہیں زیادہ مذہب اور ملت کے قائل ہیں۔ وہ اپنا جیب اور مرزا بھی آزادی کے لئے تباہ نہیں ہوتے۔ اور بات یہ بھی کچھ ایسی کم اہمیت کی نہیں کہ خدمت اسلام جانے کا ان کا جذبہ ان شعار ہیں۔ جن کا ہم اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مغربی ممالک میں اسلام کی احمدیوں نے ایک بھاری خدمت انجام دی۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ ہم بنگلور جا رہے تھے کہ اتفاقاً ایک احمدی بھائی سے ملاقات ہوئی۔ ساٹھ میل کا سفر تو اسلام کی باتوں میں گزرا۔ اور وہ صاحب جو احمدی تھے برابر کلمہ پڑھتے رہتے تھے۔ احمدی بھائی نے ابھی تک سفر میں صلوٰۃ ترک نہ کیا اور پھر جب صبح سویرے تھی نماز فجر پڑھی۔ یہ ایسی چیز ہے جس کو ایک صالح فطرت انسان دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دراصل بات یہ بھی یہی ہے کہ مسلمان اپنی باتوں کو ٹھیک اپنے عمل میں کھینچ دیتا ہے اور اس کسوٹی پر ہم نے احمدیوں کو پورا اترتے دیکھا ہے۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ عقائد کو اختلاف و عناد کا مرکز بنا کر مولانا موصوف کی جان لینے تک کی ٹھان لی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا موصوف عصر کی نماز پڑھ کر باہر نکلے ہی تھے کہ کسی شقی القلب شیطان نما انسان نے ان پر پیچھے سے حملہ کر دیا اور یہ وار آپ کی گردن پر پڑا۔ لیکن یہ خدائے عزوجل کی قدرت کا کرشمہ تھا کہ موقع پر موجود اس حملہ سے بال بال بچ گئے۔ اس کے بعد حملہ آور کو فوراً دو آدمیوں نے گرفتار کر لیا اس گرفتاری میں ان کے زخم آئے۔

کیا اس حملہ سے دنیا کی دوسری قومیں کیا نتیجہ اخذ کریں گی۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ مسلمان جیسی دنیا کی سب سے بڑی قوم جو ہمیشہ سے رواداری اور مساوات کا درس دیتی آئی ہے وہ خود قبل از اسلام کی وحشیانہ حرکات کی حامل ہے۔ کیا ایسے حملوں کے بعد دنیا کی قومیں ہماری طرف سے پیش کئے جانے والے قرآنی ہدایات کو اپنا ماننے کو تیار ہو سکتی ہیں۔ ایسے جارحانہ عمل کو روک سکتے ہیں کہ جس کے لئے تو اسلام کا دنیا میں ظہور ہوا۔ اگر مسلمان اب بھی سنبھلنا چاہیں تو ان کے لئے موقع ہے کہ ایسے وحشیانہ خیالات کو دور کر کے اصلاح عمل کی کوشش کریں ورنہ وہ دن دور نہیں کہ انہیں اعمال کی وجہ سے دنیا میں ان کا نام و نشان تک نہیں رہے گا۔ اور خود ہی تباہ ہو کر رہیں گے اور جب خود مسلمان اپنی تباہی کے سامان پیدا کر رہے ہیں تو ارشاد خداوندی کے بموجب ان کو تباہی سے خدا بھی نہیں بچا سکے گا۔ (دلچسپ ۲۰ مارچ ۱۹۵۴ء)

کشمیری مسلمان اور اسرائیلی معتقدات

از عزیز کاشمیری

محترم عزیز صاحب کاشمیری ایڈیٹر ہفت روزہ "روشنی" سرینگر نے ۵ ؍دسمبر ۱۹۸۰ء کو حضرت عیسیٰ نمبر شائع کیا ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور سرینگر میں مدفون کے متعلق بہت سا مفید مواد جمع کیا ہے۔ مضامین کے مطالعہ سے آپ کی محنت اور جانفشانی کا علم ہوتا ہے۔ ذیل کا مضمون اسی شمارہ سے نقل کیا جا رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

راقم الحروف کو عصائے حضرت عیسےٰ کے بارے میں تحقیقات کرنی پڑی۔ اور معلوم ہوا کہ یہ عصا اس وقت زین الدین ولیؒ کے روضہ میں موجود ہے۔

چنانچہ ۷ ؍اپریل ۱۹۸۱ء کو میں بطرف "عیش مقام" علاقہ اننت ناگ گیا۔ عیش مقام سرینگر سے ۴۷ میل کے فاصلے پر سطح سمندر سے ۵۷۰۴ فٹ کی بلندی پر ایک سرسبز جگہ ہے۔ یہاں سے پہلگام کوئی ۱۲ میل دور ہے۔ یہاں ایک پہاڑی پر زین الدین ولی کی درگاہ ہے۔ جو بڈشاہ کے زمانے میں اسی پہاڑ کے غار میں رہا کرتے تھے۔ یعنی آج تک لگ بھگ کوئی پونے چھ سو سال کا عرصہ گذر گیا ہے۔ جبکہ زین الدین ولی رح یہاں آگئے تھے۔ میں نے یہاں کے مجاوروں سے بیانات لئے۔ چنانچہ اُن سب نے متفقہ طور پر کہا کہ اس روضہ میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کا عصا ہے۔ جو حضرت امیر سید علی ہمدانی رح نے شیخ العالم شیخ نور الدین صاحب کو عطا کیا تھا۔ جن کا روضہ چرار شریف میں واقع ہے۔ اور شیخ نور الدین صاحب نے یہ مبارک عصا حضرت زین الدین ولی کو بخشا اور تب سے یہ اسی درگاہ میں موجود ہے۔ جب کبھی بھی کوئی وبائی بیماری گاؤں میں پھوٹ پڑتی ہے۔ تو ہم اس عصا کو عید گاہ میں لے جاتے ہیں اور بیماری کا نام و نشان بھی مٹ جاتا ہے۔

میں نے یہ عصا ملاحظہ کیا۔ یہ کوئی دس فٹ لمبا ہے۔ اصل میں سوا آٹھ فٹ ہے اور بھاری وزن کا معلوم ہوا۔ اس کے اوپر نیلی غلاف لپیٹی ہوئی ہے۔ نیچے پھل بھی لگا ہے۔ سب لوگوں نے کہا کہ سند کے مطابق یہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جو دریں شاہ ہمدان کی زیارت سے پہلے چرار شریف اور پھر وہاں سے یہاں کی زیارت میں پہنچا۔ ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہی عصا حضرت عیسیٰؑ کے پاس بھی رہا ہو۔

یہ گپھا (غار) جس میں زین الدین ولی رح عبادت کیا کرتے تھے عجیب و غریب ہے اور اس کے متعلق مختلف قسم کے قصے مشہور ہیں۔ جو معنی خیز ہیں۔ اور اس امر کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کشمیر ضرور پہنچ گئے تھے۔ یہاں کے "رشیوں" نے مجھے رشی نامہ پڑھنے کی تلقین کی۔ جو تواریخ کی بنا پر لکھا گیا ہے۔ ریشی نامہ کشمیری زبان میں مولوی غلام مصطفےٰ بابا صاحب مرحوم عیش مقام کشمیر کا تصنیف کردہ ہے۔ اس کے دو حصے سولہ سولہ صفحات کے ٹریکٹوں کی صورت میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ اس میں اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ جو کچھ ریشی نامہ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ تواریخ کی بناء پر لکھا گیا ہے: (اور یہ بھی درج ہے کہ عصا میر سید علی ہمدانی سے شیخ نور الدین اولیا کو ملا تھا۔ اور اُنہوں نے زین الدین ولی کو بخشا) سند کے مطابق یہ مقدس ہے اور اسے آنکھوں سے لگانا چاہیئے۔

پھر غار کے متعلق ایک قصہ بیان کیا گیا ہے کہ اس غار میں ایک دیو رہتا تھا۔ جسے ایک پہلوان بومہ سن نے مار ڈالا تھا۔ اس واقعہ کا عنوان ریشی نامہ میں اس طرح درج ہے۔

"داستان کشتہ شدن دیو از دست بومہ سن کہ در عہد عیسےٰ پہلوانے بود"

(ریشی نامہ صفحہ ۱)

اب ظاہر ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ حضرت عیسےٰ یہاں نہیں آئے تھے تو کس طرح یہ واقعہ مشہور ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے عہد میں بومہ سن پہلوان تھا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ یروشلم میں زیادہ نہیں چمکے تھے۔ سند اندازہ لگانے کے باوجود یروشلم میں صرف بارہ حواری آپ پر ایمان لائے۔ ان میں سے بھی ایک۔ یہودا اسکریوطی نے بے ایمان ہو کر رشوت حاصل کر کے آپ کو پکڑوا دیا تھا۔ اس کے علاوہ تاریخ شاہد ہے کہ کوئی ساڑھے تین سو سال تک عیسائیت بالکل گمنام حالت میں رہی اور اسے کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ جائے غور ہے کہ ایسی صورت میں اگر مسیح ناصری کشمیر نہ آئے ہوتے تو وہ یہاں ہرگز مشہور نہ ہوتے اور نہ آپ کا عہد مشہور ہوتا۔ کشمیر کے ایک گاؤں کے مصنف کا تواریخ کی بناء پر کسی واقعہ کا ذکر کرنا اور یہ لکھنا کہ یہ عہدِ عیسیٰ کا واقعہ ہے۔ ایک اہم تاریخی شہادت ہے۔ جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

نیز واضح رہے کہ کشمیر ہزاروں سال سے بُت پرستی کا گہوارہ ہوتا آیا ہے۔ یہاں کے مسلمان اس وقت آغوشِ اسلام میں آئے جب یہاں میر سید علی ہمدانی رح نے تبلیغ اسلام کی۔ اسلئے اگر یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا دور مشہور نہ ہوتا تو گویا نند یا کسی دیگر ہندو حکمران کے عہد کا حوالہ دیا گیا ہوتا۔ یہ امر بھی قابلِ غور ہے۔ کہ کسی مشہور واقعہ کا حوالہ اسی حدودِ مملکت میں دیا جا سکتا ہے۔ جہاں وہ واقعہ رونما ہوا ہو۔ اگر انگلستان میں کسی مشہور واقعہ کا تذکرہ کرنا مطلوب ہو تو وہیں کے کسی مشہور عہد کا حوالہ دیا جائیگا۔ ہندوستان میں کوئی خاص واقعہ ہوا ہو۔ تو اس کی تاریخ وقوعہ کا حوالہ اسی حدودِ مملکت میں دیا جائے گا۔ کشمیر کے ایک دور افتادہ گاؤں میں فلسطین میں مبعوث ہونے والے نبی کے عہد کا حوالہ دینا اور پھر ایسے نبی کا جو اپنے علاقہ میں صرف دس آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا سکا ہو۔ اور تین ساڑھے تین سو سال تک ان کا پیش کردہ مذہب بالکل گمنام رہا ہو۔ ایک معنی خیز معاملہ نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی ریشی نامہ میں "داستان کشتہ شدن دیو از دست بومہ سن کہ در عہد عیسیٰ پہلوانے بود" کے عنوان کے تحت عیش مقام کی وجہ تسمیہ یوں درج ہے۔

"بیان کرنے والوں نے اسی طرح روایت کی ہے۔ وہ خدا کے پیارے تھے۔ اور انہوں نے ماضی کی خبر بیان کی تھی۔ پرانے وقتوں میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام عیشوش تھا جس نے اسی جگہ شان و شوکت کے ساتھ قیام کیا تھا۔ اس کے مکان کو "عیش ڈیرہ" کہا جاتا ہے"۔

یہ ایک کھلی حقیقت بیان کی گئی ہے دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں۔ اور سوچنے والے سوچ سکتے ہیں۔ کہ "عیشوش" کا نام عیسےٰ سے بالکل مطابقت رکھتا ہے۔ اور بدیں وجہ اس جگہ کا نام بھی بگڑ کر عیش مقام ہو گیا ہے۔ مقام کا لفظ بھی غور طلب ہے۔ یعنی یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کشمیر آتے ہوئے یہاں بھی قیام کیا ہے اس علاقے کا نام عیسیٰ مقام سے بگڑ کر عیش مقام مشہور ہو گیا ہے۔

عیش مقام سے پہلگام ہو کر پہاڑوں کا راستہ روس، افغانستان اور دیگر ممالک کو جاتا ہے۔ اور اب بھی بہت سے تاجر اسی راستے کو نزدیک ہونے کی وجہ سے ترجیح دیا کرتے ہیں۔

کشمیریوں کے اسرائیلی ہونے پر اب ایک اور دلیل لیجئے۔ ہاروت و ماروت کا قصہ یہود میں مشہور تھا کہ بابل میں یہ دو فرشتے تھے۔ جو زہرہ پر عاشق ہوئے۔ اس لئے انہیں چاہ بابل میں اوندھے منہ لٹکائے جانے کا عذاب دیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے اس فرضی قصہ کی پُرزور تردید کرتے ہوئے فرمایا۔ وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت۔ یعنی "اور بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر کچھ نہیں اُتارا گیا (۲ : ۱۰۲)

شہاب عراقی نے بھی فرمایا ہے۔ کہ جو شخص ان باتوں کو مانتا ہے کہ ہاروت ماروت دو فرشتے ہیں جن کو زہرہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ وہ اللہ کا کافر ہے۔ کیونکہ فرشتے معصوم ہیں۔ وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح روح المعانی میں ہے کہ ان قصوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی ثابت نہیں۔

(بیان القرآن صفحہ ۹۸)

سو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ہاروت ماروت کے قصہ یا اُن کی فرضی شخصیت سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کو اگر ان فرضی فرشتوں کا حال معلوم ہوا تو قرآن کریم ہی سے معلوم ہوا ہے۔ اور کوئی مسلمان ان فرضی فرشتوں سے یا اُن کے قصے سے اُنس نہیں رکھ سکتا ہے۔ مگر کشمیر جو ہزاروں سال سے بُت پرستی کا گہوارہ چلا آیا ہے۔ اس کے ایک گاؤں رنبیر پورہ علاقہ کریو دشن میں جہاں مارتنڈ مندر کے کھنڈرات موجود ہیں ایک جگہ ہے جہاں ایک کنوئیں پر چھوٹی سی تعمیر موجود ہے۔ اس جگہ کے اور ملحقہ علاقہ جات کے مسلمان لوگوں کا خیال ہے کہ اس کنوئیں میں ہاروت ماروت اوندھے منہ لٹکائے گئے ہیں۔

اسرائیلی معتقدات کا ذرہ دیکھیے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے وہاں مسلمانوں کو ہر روز صبح سویرے کھڑے ہوتے دیکھا جہاں وہ ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور مُرادیں بھی مانگتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ آغاز اسلام سے قبل بھی یہاں کے علاقہ کے لوگوں میں ہاروت ماروت کا قصہ مشہور تھا اور فرشتے سمجھنے کی بناء پر وہ ان سے مرادیں بھی مانگتے رہتے تھے اور یہی اثر یہاں کے لوگوں کی نسلوں میں اب بھی برابر موجود ہے جو اگرچہ آج مسلمان ہیں مگر ان فرضی فرشتوں کی برابر تعظیم کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں بھی مانگتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیلیوں کو جب بخت نصر نے قتل عام کیا اور بھگا دیا تو وہ کشمیر آئے اور اپنے معتقدات بھی ساتھ لائے جیسے تو ہارو

تبلیغ بیرون ہند

سیرالیون (مغربی افریقہ) میں پانچویں احمدیہ کانفرنس

۵ تا ۷ دسمبر جماعتہائے احمدیہ سیرالیون کی پانچویں سالانہ کانفرنس کے چھ اجلاس بمقام بو منعقد ہوئے۔ گو یہ علاقہ بہت پسماندہ ہے۔ اور ذرائع آمد و رفت بھی محدود ہیں تاہم اس علاقہ کی اکتالیس جماعتوں کے پانصد نمائندے شریک ہوئے۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے مطبوعہ سرکلرز کے علاوہ اخبارات کے ذریعہ بھی اعلان کیا گیا تھا۔ اس میں فضیلت اسلام۔ ختم نبوت۔ ذکر حبیبؑ اور رسم و رواج کے دور کرنے پر مرکزی اور مقامی مبلغین کی تقریریں ہوئیں۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ جماعت کے تین احمدیہ مدارس میں سے بو کے مدرسہ کو سیکنڈری بنا دیا جائے تا طلباء احمدیہ مدارس سے فراغت کے بعد دوبارہ عیسائیت زدہ مدارس کی مسموم فضا میں جانے سے محفوظ رہیں۔ ہمارے مدارس میں مذہبی ماحول ہے۔ اور دینیات کی تعلیم کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ نئے سال میں پانچصد پونڈ سے پریس خرید لیا جائے۔ اور ایک اخبار جاری کیا جائے۔ تاکہ پیغام اسلام بسہولت ہر فرد بشر تک پہنچایا جاسکے۔

یہ اجتماع ایک عجیب روحانی رنگ رکھتا تھا۔ ہر فرد بشر سے اسلام و احمدیت سے جذبۂ عشق کا اظہار ہو رہا تھا۔ اور اسلام کے یہ جاں نثار اپنے دنیوں کا روبار کو بند کر کے شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تقریب پر پیغام ارسال فرمایا تھا کہ "متحد ہو کر کام کرو۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو"۔ (ترجمہ) مدرسہ کے بچوں کا ایک تفریحی پروگرام بھی تھا۔ جس میں بچوں نے نماز اور قرآن کریم کی بعض آیات کا ترجمہ سنایا۔ اور اساتذہ اور طلباء نے انگریزی کے علاوہ عربی میں مکالمہ کیا۔ حاضرین جن میں سیرالیون عیسائی مسلمان اور عیسائی مشنری تھے بہت محظوظ ہوئے۔ ایسا پروگرام تبلیغ کا بھی ایک ذریعہ بنتا ہے۔

مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب امیر سیرالیون نے اس کانفرنس میں یہ بھی اعلان کیا کہ مرکز کی ہدایت پر وہ واپس جا رہے ہیں۔ آئندہ مکرم مولوی محمد عبدالکریم صاحب امیر ہوں گے۔ دعا پر کانفرنس کا اختتام ہوا۔ اس موقعہ پر آٹھ احباب نے بیعت کی۔ احباب مبلغین کرام کی کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

ڈچ ترجمۃ القرآن

ڈچ ترجمۃ القرآن کے طبع ہو کر ملکہ ہالینڈ اور گورنر جنرل پاکستان اور صدر جمہوریہ انڈونیشیا کی خدمت میں پیش کئے جانے کا ذکر ایک گزشتہ اشاعت میں کیا جاچکا ہے ملکہ ہالینڈ کی طرف سے شکریہ کا مکتوب بھی موصول ہوا ہے۔ اس عرصہ میں جناب امام صاحب مسجد لندن لیگ جار اور مبلغین کے وفد کے ہمراہ ایک جلد انڈونیشین سفیر متعین لندن کی خدمت میں بھی پیش کی جاچکی ہے۔ انہوں نے مسرت بہت مسرت کا اظہار کیا ہے۔ ہالینڈ کے مشہور اخبار "روٹرڈام کا نیا اخبار" نے ۱/۵۲ کی اشاعت میں ایک طویل تبصرہ شائع کرتے ہوئے اسے سابقہ تمام تراجم سے بہترین قرار دیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ

"جماعت احمدیہ جو اپنے اندر ایک زبردست مشنری روح رکھتی ہے۔ اس نے نہایت ہی اچھا کام کیا ہے جو پرانے خیال کے مسلمانوں کے اعتراضات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قرآن مجید کا دوسری یورپین زبانوں اور ڈچ زبان میں ترجمہ کر دیا ہے۔ ہم اسے اس امر میں ہر طرح سے کامیاب یقین کرتے ہیں (ترجمہ)

احمدی مبلغین نے بحیثیت مسلمین اور ایک تا مال غیر مسلم ہالینڈ کے مختلف اہم مقامات پر اسلام اور قرآن مجید کی صداقت پر کامیاب لیکچر دیئے۔ ڈچ دوستوں نے تقریروں میں بیان کیا کہ اسلام میں جبر کا نام و نشان تک موجود نہیں۔ اور نہ ہی جہاد کے اس مفہوم کا ذکر ہے جس کے متعلق ہم بچپن سے سنتے چلے آتے ہیں۔ یہ سب باتیں غلط طور پر اسلام کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ ساری دنیا میں صرف قرآن مجید ہی ایک کتاب ہے جو اسے طور پر کروڑوں انسانوں کی زندگیوں پر اثر ڈال رہی ہے کہ انسان کی زندگی کا کوئی پہلو بھی اس سے باہر نہیں رہ سکتا۔ انفرادی تبلیغ کے علاوہ قرآن مجید کا جمعہ کے روز درس دیا جاتا ہے۔ جس کے بعد سوالات کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ تین دوست باقاعدہ

عربی اور قرآن مجید ناظرہ اور بعض اردو سیکھتے ہیں۔

بعض مبلغین کی مراجعت

مغربی افریقہ کے امیر مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب انڈونیشیا کے رئیس التبلیغ مکرم سید شاہ محمد صاحب واپس آ گئے ہیں۔ مکرم سید صاحب کے ہمراہ ان کی اہلیہ محترمہ بھی ہیں۔ گو اس سے قبل بھی وہاں کی چند خواتین آ چکی ہیں۔ لیکن یہ اس لحاظ سے پہلی خاتون ہیں کہ وہ ربوہ میں کافی عرصہ قیام کر کے مرکزی نظام سے زیادہ سے زیادہ آگاہ ہوں گی اور تعلیم دین حاصل کریں گی۔ ان کے ہمراہ مسٹر راذین احمد انور سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ بھی آئے ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی طرف سے دعوت چائے پر سپاسنامہ پیش کئے جانے پر انہوں نے جذبات اخوت کا اظہار کیا جو انہوں نے وہاں محسوس کئے۔ اور بتایا کہ یہ اسلام و احمدیت کی برکت ہے کہ مسو نے رنگ و نسل کے فرق کو مٹا کر ایک پاک ماحول پیدا کر کے حقیقی بنیاد رکھ دی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انڈونیشیا میں تمام خدام سال میں ایک دفعہ تربیتی کیمپ منعقد کرتے ہیں۔ جس میں انڈونیشیا کے دور دراز علاقوں کے احمدی نوجوان بالخصوص تہ اور اسلام کی تعلیم سیکھتے ہیں۔ اور پھر اپنے علاقوں میں جاکر اسے پھیلاتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ میرے یہاں میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رہ کر زیادہ سے زیادہ اور جلدی علم دین حاصل کر سکوں اور نظام جماعت سے واقف ہو سکوں۔

حالات زندگی حضرت شیخ میاں محمد ابراہیم صاحب چنیوٹی

از مکرم شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی درویش قادیان

حضرت شیخ میاں محمد ابراہیم صاحب چنیوٹی ولد میاں محکم دین صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابہ میں سے تھے۔ آپ کو حضرت اقدس علیہ السلام سے والہانہ محبت اور عقیدت تھی۔ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر راضی رہتے تھے۔ آپ کو مبا عرصہ تک دمہ کی موذی بیماری لاحق رہی۔ لیکن جب بھی آپ کو شدید کھانسی اٹھتی تو اس شدت کی تکلیف پر آپ بجائے ہائے وائے کہنے کے الحمد للہ فرماتے۔

آپ کی مالی حالت زیادہ اچھی نہ تھی۔ لیکن باوجود تنگی و ترشی کے آپ کی زبان پر کبھی ناشکرہ یا شکوہ کا کلمہ نہیں آیا۔ سلسلہ کی مالی خدمات بھی حتی المقدور کرتے رہے۔

آپ کی وفات ۱۹۱۰ء میں دور خلافت اولیٰ میں ہوئی۔ اور بفضلہ تعالیٰ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ بھی آپ کی طرح نہایت مخلص اور دیندار تھیں۔ ۱۹۱۲ء میں انہوں نے وفات پائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ حضرت شیخ صاحب کی یادگار تین فرزند مکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم۔ مکرم حاجی مولا بخش صاحب مرحوم۔ مکرم شیخ میاں محمود صاحب تھے۔ موخر الذکر کی مالی حالت بہت خراب تھی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بار بار دعا کی درخواست کی اور حضور کی دعا کی برکت سے آج وہ رئیس التجار ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہ خلافت سے وابستگی کی نعمت سے محروم ہو گئے۔ اب وہ مولوی محمد علی صاحب کی انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پریذیڈنٹ ہیں حالانکہ قدرتاً انہیں اس نعمت کی وابستگی سے بھی متمتع ہونا تھا۔

حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بطور قطعہ مندرجہ ذیل نظم تحریر فرمائی جس میں آپ کے مناقب کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱)

آہ صد آہ کہ شیخ ابراہیم
آنکہ میداشت طبع پاک سلیم
آنکہ عمرش بزہد و ورع گذشتہ
آنکہ وقتش گذشتہ در تسلیم
عابد و زاہد و تقی و نقی
صالح و محسن و سخی و حلیم
آنکہ از برکت تعبد خویش
یافت از حق نصیب فضل عظیم
یعنی دور مسیح و مہدی یافت
آنکہ موعود حق بُد از تکریم
باز داخل شد اندر انصار ش
کردہ خدمات دین بصد تعظیم
حیف صد حیف ایں چنیں مردے
شد جدا و ایں دل از فراق دو نیم

شہر چنیوٹ بود مولد او
مدفنش قادیان باغ نعیم

(۲)

بود علم توصیب و سالش
جنت مغفور با عُلا ترقیم ۱۹۰۹
سال ہجری مقدس او ہم
۱۳۲۷ ہست مغفور با سرِ اقلیم!
یا الٰہی بفضل و رحمت خویش
داخلش کن بباغ خلد و نعیم
ابر رحمت بتربتش مے بارد
واز عنایت با وجود تسنیم
صبر و اجر و امان با دلادش
مرحمت کن بفضل خویش رحیم
وایں غلام رسول ما ہمہ بخش
کن رحیما و شب طلب کریم
دعوتم کن قبول از رحمت و رحم فرما کہ فیض تست عمیم

بجٹ کو پورا کرنا ہر جماعت کا فرض ہے

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ سلسلہ کے ہر قسم کے اخراجات کا انحصار بیت المال کی آمد پر ہے۔ جماعتوں کی طرف سے آمد کے جو تشخیص بجٹ موصول ہوتے ہیں۔ اُن پر سالانہ اخراجات کا اندازہ لگا کر کام کئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر احباب جماعت کی سستی اور غفلت کی وجہ سے تشخیص شدہ آمد کے مطابق وصولی نہ ہو تو جماعت کے اہم کاموں کی تکمیل میں جو مشکلات پیدا ہو کر سلسلہ کی ترقی میں روک بن سکتی ہیں۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں ہیں۔ اسی سلسلہ میں خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"تبلیغ رُک رہی ہے۔ مشن بیکار ہو رہا ہے۔ مرکز معطل ہو رہا ہے۔ اسلام اور احمدیت کے سپاہیو! ابھی وقت ہے۔ اٹھو اور اس عارضی غفلت کے پردوں کو چاک کر کے رکھ دو" . . . . "غفلت اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ اب ہم مجبور ہیں کہ یا تو نصف کے قریب مشن باہر کے بند کر دیں۔ یا پھر نصف کے قریب جماعت کے افراد کو اپنی جماعت سے نکال دیں۔ کیونکہ وہ وعدے کو پورا نہیں کر رہے ہیں۔ ان دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کئے بغیر ہمارا گذارا نہیں چل سکتا۔ اگر جماعت کے ایک حصہ کو جو وعدہ کرتا ہے۔ مگر اُس کے ایفاء کی طرف توجہ نہیں کرتا الگ کرنا پڑے تو ہم اُس کے نکالنے میں ذرا بھی پرواہ نہیں کریں گے۔ میں نے ایک وسیع تجربہ کے بعد اور کلام الہٰی کا عمیق مطالعہ کے بعد اس حقیقت کو پا لیا ہے۔ کہ خدائی سلسلوں میں افراد کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ صرف اخلاص کی قیمت ہوتی ہے۔ اگر جماعت کا کچھ حصہ کٹ جائے۔ یا کاٹنا پڑے تو اس سے جماعت کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ پھر بھی وہ آگے ہی قدم بڑھائے گی"۔

جو شخص دینی اغراض و مقاصد کے لئے چندہ لکھا کر پورا اپنے وعدہ بجٹ کو پورا نہیں کرتا گویا وہ سلسلہ کو ایک رنگ میں دھوکا دیتا ہے۔ اور بجائے کسی فائدہ کے نقصان پہنچنے کا باعث بنتا ہے۔ اور اپنے اس فعل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور قابل مواخذہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر فرد کو اپنے اپنے بجٹ کی مقررہ رقم کو ہر حال پورا پورا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے تنبیہ فرماتے ہیں:-

"یاد رکھنا چاہیئے۔ بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے نہ خدا پر احسان ہے جو . . . . خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے۔ اور اس سودے کو پورا کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک برابر وہ ہے۔ اور جس قدر لکھی رہتی ہے۔ وہ اس کے نام بقایا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا۔ تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ"۔

موجودہ غیر معمولی حالات میں جبکہ جماعت احمدیہ ایک نازک دور میں سے گذر رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کا موعود خلیفہ بار بار جماعت کو وقت پر بیدار اور ہوشیار ہو کر اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلا رہا ہے۔ اس خاص نزدوقت کے زمانہ میں اگر کوئی شخص احمدی کہلا کر اپنے مالی فرائض سے غفلت اور سستی اختیار کرتا ہے۔ تو گویا وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کو عملی طور پر پس پشت ڈالنے والا بنتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ اقتصادی اور معاشی بحران کے دور میں جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے بہت سے افراد کو بھی غیر معمولی ذاتی اور خاندانی مالی مشکلات درپیش ہیں۔ لیکن دراصل مشکل اور مصیبت کے وقت تکلیف اُٹھا کر قربانی کرنا ہی حقیقی قربانی کہلاتا ہے" اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کو مقبول ٹھہراتا ہے۔ موجودہ مالی سال کا یہ آخری مہینہ ہے۔ لیکن جماعتہائے احمدیہ کی چندوں کی آمد کی پوزیشن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی بہت سی جماعتوں کے ذمہ کثیر رقم بقایا جات کی واجب الادا ہیں۔ ایسی جملہ جماعتوں کی ہر ماہ یاد دہانی کے علاوہ سہ ماہی سششماہی وغیرہ پر بجٹ کی آمد کی پوزیشن کی اطلاع دیتے ہوئے بقایا کی ادائیگی کے لئے متواتر تحریکات نظارت کی طرف سے بھجوائی جاتی رہی ہیں۔ اور انسپکٹران بیت المال کے ذریعہ سے بھی جماعتوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود چندوں کی رفتار غیر تسلی بخش ہے۔ بقایا جات کی پوزیشن اسبات کو ظاہر کرتی ہے کہ افراد و عہدیداران جماعت نے تا حال اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر محسوس کر کے اس کی ادائیگی کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی۔ اگر جماعت کا ہر فرد دل سے محسوس کرے۔ کہ وہ ایک زندہ جماعت کا فرد ہے۔ جس پر تمام دنیا میں ایک روحانی انقلاب اور اصلاح کی ذمہ داری ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دینی ذاتی اور خانگی ضروریات کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ سلسلہ کی ضروریات کو مقدم سمجھتے ہوئے وہ ان کو پورا کرنے کے لئے اپنے وعدہ بجٹ کی حقیر رقم کو پورا نہ کر سکتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موجودہ زمانہ کی مالی قربانیوں کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں:-

"یہی وقت خدمت گزاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے۔ کہ ایک سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا . . . . . . تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اُسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا . . . . . . اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائدادوں کو اس راہ میں بیچ بھی دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہے کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے"۔ (الحکم جلد ۷ ص۳۴)

پس اس اعلان کے ذریعہ سے ایک بار پھر جماعت احمدیہ کے ہر فرد اور عہدیداران کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ وقت اور حالات کی نزاکت کو سمجھے اور اپنے اور اپنی جماعت کے مالی فرائض کو سو فی صدی پورا کر کے فرض شناسی کا ثبوت دے۔

عہدیداران مال کو چاہیئے۔ کہ وہ انفرادی طور پر ہر بقایا دار کے پاس پہنچ کر اس کو اس کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائیں۔ تاکہ ماہ اپریل کے آخر تک موجودہ مالی سال ختم ہونے سے پیشتر آپکی جماعت کے بقایا بجٹ کی سو فیصدی ادائیگی ہو سکے۔ اور وہ گذشتہ کوتاہی کا ازالہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو سکیں۔ [illegible] آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہر حال میں حافظ و ناصر رہے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

مد وقفِ عمل تحریکِ جدید

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء کے موقعہ پر اور بعد میں خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹۵۳ء میں احباب جماعت کو تحریک فرمائی ہے کہ اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ زائد کام کر کے اس کی آمد تحریک جدید میں دے دو۔ اس پر قادیان کی جماعت کے بعض افراد نے ہاتھ سے زائد کام کر کے اس کی آمد تحریک جدید میں ادا کی۔ جس کی رپورٹ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجی گئی۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ ایک مد "وقار عمل تحریک جدید" کی قائم کر کے کھولی جائے اور اس سلسلہ میں جو رقم داخل ہو وہ اس مد میں داخل ہو"۔

سو احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور نے مستقل طور پر مد "وقار عمل تحریک جدید" کھولنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ مد قائم ہو چکی ہے احباب جماعت اپنے پیارے امام کی اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ حضور نے خود اپنے لئے بھی ارادہ ظاہر فرمایا ہے کہ "میں اپنے لئے بھی سوچ رہا ہوں کہ کوئی ایسا کام نکالوں کہ دوسرے کاموں میں فرق پڑے بغیر اس کے نتیجہ میں کچھ آمد پیدا کر کے سلسلہ کو دے سکوں"۔

احباب جماعت حضور کے اس ارادہ سے اندازہ فرما دیں کہ ہمارا پیارا امام جس کا ایک ایک لمحہ خدمتِ دین میں صرف ہوتا ہے۔ اپنے لئے زائد کام نکالنے کی فکر میں ہے اور اس کی آمد اشاعتِ اسلام میں دینا کتنا ضروری خیال فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے آمین۔

سیکرٹریان مال ایسی آمد کے متعلق رقوم بھیجتے وقت مناسب صاحب کو اپنی تفصیل میں وضاحت فرما دیا کریں۔ والسلام خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک وجود

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ پر رحم فرماتے ہوئے جو ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو دشمنوں کے ناپاک حملوں سے محفوظ رکھا اور ان کے ارادوں میں انہیں خائب و خاسر کیا۔ اس موقعہ پر احباب جماعت اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔

لیکن ایسے حادثات اور ابتلاؤں میں سے جماعت گذر کر محفوظ نہیں ہوجاتی بلکہ جماعت کے افراد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی سستیوں کو ترک کریں۔ اور آئندہ کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کریں۔ اپنی مجبوریوں کی طرف نہ دیکھیں۔ بلکہ جماعتی ضروریات کا خیال رکھیں اور اپنی قربانیوں کو ایسے والہانہ رنگ میں ادا کریں۔ اور ایسے معیار پر پہنچ دیں کہ خدا کی غیرت جوش مارنے لگے۔ اور خدا کی رحمت جوش میں آجائے۔ کہ اگر ہم نے ان پر رحم نازل نہ کیا۔ تو یہ اپنے تئیں میری راہ میں ہلاک کر لیں گے۔

پس ہر ابتلا اور امتحان کے موقعہ پر جماعتوں کو نئے عزائم لے کر خدمت کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے۔ تاکہ خدائی فیصلے اور فتح و نصرت کے وعدے جلد پورے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اسلام و احمدیت کو غلبہ عطا فرمائے۔

جماعتوں کو چاہیئے کہ ہر مرد و زن اور بچے کو تحریک جدید میں شامل کریں۔ بجٹ سالِ رواں کے چندے سو فیصدی ادا کریں۔ اور جو احباب کے ذمہ بقایا ہوں۔ انہیں بھی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ اس نشان کے ظہور بطور امر کے اظہار کے لئے کہ ہم نے آسمانی تنبیہ کے جواب میں اندر نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ یہی واحد ذریعہ ہے۔ کہ ہم ہر پہلو سے پورے طور پر اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر کے اس بات کا بھی عملی طور پر ثبوت دیں۔ کہ ہم حقیقت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔

پس ہمارا پیارا امام بیمار ہے۔ آجکل بیمار ہے۔ اور حضور کا ذہن خدمتِ اسلام کی سکیموں کو بروئے کار لانے کی راہیں تلاش کرنے میں مصروف ہے۔ صرف احباب جماعت منہ و ستائش کرتا ہیں۔ خلوص اور دیوانہ وار بلاوہ پہنچا کافی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کریں تاکہ اسلام و احمدیت کے غلبہ کا دن قریب سے قریب تر ہو جائے۔

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران کو چاہیئے کہ وہ خود بھی بیدار ہوں اور اپنے علاقہ کے سست افراد کے اندر بھی غیر معمولی بیداری پیدا کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ ناظر بیت المال قادیان۔

تحریک جدید کے متعلق ارشاد!

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"اے مومنو! کیا تم نے اپنے مالوں کا کوئی حصہ بھی تحریک جدید میں دیا ہے کہ تم خدا سے جنت مانگ سکو؟"

"جماعت کا کوئی فرد تحریک جدید سے باہر نہ رہ جائے۔ اگر ہم اس سال ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ تو میرا وسیع تجربہ ہے۔ کہ جب بھی کوئی شخص نیکی کی طرف کوئی قدم اٹھاتا ہے۔ تو آگے بعد میں اس کو پھیلانے کا موقعہ ملتا ہے۔"

"پھر ایک تحریک میں نے یہ کی تھی کہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ کام کرے۔ اور اس سے جو کمائی ہو وہ اشاعتِ اسلام کے لئے دے۔"

کیا آپ نے اپنا وعدہ تحریک جدید مرکز میں بھجوا دیا؟

کیا آپ نے اپنے ہاتھ سے کوئی زائد کام کر کے اس کی آمد اشاعت اسلام میں دے دی؟

وکیل المال تحریک جدید قادیان

چندہ حفاظتِ مرکز

گذشتہ دنوں ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر حملہ کا ہونا نہایت ناخوشگوار واقعہ رونما ہوا ہے۔ اس سے احباب جماعت کو اس امر کا پوری طرح احساس ہو چکا ہے۔ کہ ہمارے مرکز کس قدر غیر محفوظ ہیں۔ اور ہمیں آئندہ ان خطرات کی روک تھام کے لئے پوری احتیاط اور بیداری کا ثبوت دینا چاہیئے۔

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"مومن اپنے کاموں میں بہت محتاط ہوتا ہے۔ اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے میں بھی اپنے ہزاروں روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔"

اس لئے ہمارے مقدس مراکز کے ساتھ وابستگی اور اس کی حفاظت و احترام کے لئے غیرت و حمیت کا جذبہ اور بے دریغ قربانی کا وجود ہی حقیقتاً جاری زندگی کی علامت ہے۔ ان اغراض کے لئے چندے کی اپیل دراصل شعائر اللہ کی حفاظت اور خود احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اپیل ہے۔ اور احباب جماعت اس امر کا اب بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان حالات میں ہماری بے توجہی اور کوتاہی کتنی خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔

پس عہدیداران جماعت اور احباب کا فرض ہے کہ وہ اس تحریک کی اہمیت سے ہر ایک کو آگاہ کریں اور دیگر لازمی چندہ جات کی ادائیگی کے ساتھ چندہ حفاظت مرکز میں بھی حسب توفیق زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

جماعتوں کے بہت سے احباب ایسے ہیں جن کے ذمہ تا حال اس تحریک کے وعدہ جات قابل وصول ہیں۔ امید ہے کہ جماعت کے مخلصین اور عہدیداران اس مد میں زیادہ سے زیادہ وصولی کی طرف متوجہ ہو کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

زکوٰۃ کی ادائیگی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تاکیدی ارشاد

"جو جو امور دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو۔ کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے۔ اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے۔ اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے۔ اور بہر حال صدق دکھلاوے۔ تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے۔ کیونکہ یہ انعام ان لوگوں کے لئے تیار ہے۔ جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔"

(کشتی نوح) ناظر بیت المال قادیان

چندہ اور زکوٰۃ

چندہ الگ ہے اور زکوٰۃ الگ۔ زکوٰۃ کا فریضہ مختلف چندوں کے باوجود بدستور الگ ادا ہے۔ جب تک اسے زکوٰۃ کی نیت سے نہ دیا جائے ادا نہیں ہوتا۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ایک درویش کی قابل تقلید قربانی

مکرم مولوی برکت علی صاحب لائق درویش کی سالہا سال سے تحریک جدید کا چندہ ادا نہیں کر سکے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ باوجود سابقہ مالی حالت نہ ہونے کے وہ چھ سالہ وعدہ کی رقوم میں کمی کریں۔ حکومت کے ذمہ ان کی کئی ہزار کی رقم تھی اس کے ملتے ہی انہوں نے نہ صرف اپنے اور اپنے بھائی کے تحریک جدید کے تمام چندے ادا کئے بلکہ حصہ وصیت بھی ادا کیا۔ اسی طرح قریباً چھ صد روپیہ انہوں نے جمع کرایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

انہوں نے اس امر کی پرواہ نہیں کی کہ قریب کے عرصہ میں ان کے والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ گھر میں روپیہ کی ضرورت ہے بلکہ سلسلہ کی ضرورت کو مقدم رکھا۔ احباب کو چاہیئے کہ وہ بھی ہمت کر کے بقایاجات ادا کریں اور درویش بھائیوں کی طرح وعدوں اور ادائیگی کی تکمیل کریں۔ اس وقت سلسلہ کو اشاعت اسلام کے لئے روپیہ درکار ہے۔ انچارج تحریک جدید قادیان

مختصر اور ضروری خبریں

نئی دہلی۔ ۲۹/ مارچ ۔ مسٹر ٹنڈن وغیرہ نے وزیر تعلیم پر اردو نوازی کا الزام لگایا۔ مولانا آزاد نے دندان شکن جواب دیئے اور یہ بھی بتایا کہ ان کی وزارت نے ہندی کو سرکاری زبان بنانے کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

لکھنؤ۔ ۳۰/ مارچ ۔ مغربی یوپی کا جداگانہ صوبہ بنانے کی حمایت میں ۱۲۴ ممبران اسمبلی نے یادداشت پر دستخط کئے ہیں۔

واشنگٹن۔ ۳۰/ مارچ ۔ گذشتہ جمعہ کو جزائر مارشل میں ہائیڈروجن بم کی دوسری آزمائش بھی کامیاب رہی۔ دنیا بھر میں اس کی ہلاکت آفرینی کے باعث خوف وہراس پھیل گیا ہے۔ پنڈت نہرو نے بھی اس بات پر زور دیا ہے کہ ایسے تباہ کن ہتھیاروں کا تجربہ بند کر دیا جائے۔

قاہرہ۔ ۲۹/ مارچ ۔ شاہ سعود نے مغربی وزیر خارجہ سے اس تجویز پر تبادلۂ خیالات کیا کہ ہر سال حج کے موقعہ پر مکہ معظمہ میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی جایا کرے۔ جس میں مسلم سیاستدان۔ ماہرین معاشیات اور مذہبی قائدین آپس میں تبادلۂ خیالات کر سکیں۔

عمان۔ ۲۹/ مارچ ۔ گذشتہ شب ایک یہودی فوجی دستہ نے خطِ التوائے جنگ کو عبور کر کے ایک اردنی گاؤں پر حملہ کر کے ۹ عرب ہلاک اور ستر زخمی کر دیئے۔ قاہرہ میں عرب لیگ کا اجلاس طلب کیا گیا ہے۔ اسرائیل اور عرب ریاستوں میں جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اردن اور اسرائیل دونوں نے اپنی اپنی سرحدوں پر فوجیں جمع کرنا شروع کر دی ہیں۔ برطانیہ نے جنگ کی صورت میں اردن کی امداد کرنے کا فیصلہ کر دیا۔

لاہور۔ ۲۹/ مارچ ۔ ایک سرکاری اطلاع کے مطابق شاہی مسجد کو خوبصورت بنانے اور اس کی مرمت کرنے کا کام بعجلت انجام دیا جائے گا۔ اس کے لئے محکمہ تعمیرات کا ایک علیحدہ سب ڈویژن قائم کر دیا گیا ہے۔

باندہ۔ ۲۹/ مارچ ۔ پولیٹیکل کانفرنس میں یوپی کے وزیر اعلیٰ پنڈت پنت نے پاک امریکی معاہدہ کے متعلق ایک قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس معاہدہ نے توازنِ طاقت میں خلل ڈال دیا ہے۔ ہندوستان نے اس معاہدہ کے خلاف اس وجہ سے احتجاج کیا تھا کہ وہ اپنے ہمسایہ ملک کو آزاد دیکھنا چاہتا ہے۔

کراچی۔ ۳۰/ مارچ ۔ وزیر داخلہ پاکستان نے بتایا کہ ہندوستان میں اس سوال پر اتفاق ہو گیا ہے کہ جو لوگ ناجائز طور پر ملک میں داخل ہوں ان کو فریقین ایک دوسرے کے حوالہ کر دیں۔

بغداد۔ ۳۰/ مارچ ۔ عراق میں دجلہ کے ہولناک سیلاب سے بغداد جدید میں سخت تباہی مچی ہے۔ بغداد کو جانے والی تمام سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں۔ تمام کارخانے ڈوب چکے ہیں صرف چھتیں اور چمنیاں نظر آتی ہیں۔ حفاظتی کام فوج کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۳۰/ مارچ ۔ حکومت ہند اور امریکہ کے ٹیکنیکل کوآپریشن کمشن کے درمیان ایک معاہدہ کے نتیجہ میں بھاکڑا ننگل ڈیم کی تعمیر کے لئے امریکہ ایک کروڑ دس لاکھ ڈالر کی امداد دے گا۔

پٹنہ ۔ بہار میں بھی اردو کو علاقائی زبان بنانے کے لئے صدر جمہوریہ کو محضر نامہ پیش کیا جائے گا۔ دستخط جمع کرنے کی مہم کی تکمیل ہو گئی۔

بیروت۔ ۳۱/ مارچ ۔ بیروت کے ایک قید خانہ میں ۴۵ طلباء نے طلباء کے ہجوم پر گولی چلانے والوں کو سزا دینے پر فاقہ کشی شروع کر دی۔

نیویارک۔ ۳۱/ مارچ ۔ سیکرٹری آف سٹیٹ مسٹر ڈلس نے روس اور چین کو دھمکی دی کہ جنوب مشرقی ایشیا میں کمیونزم کو پھیلنے سے روکا جائے گا۔

لندن۔ ۳۰/ مارچ ۔ مسٹر چرچل نے ہائیڈروجن بموں کے تجربات کو دفاع کے لئے ضروری قرار دیا اور کہا کہ ان سے تیسری جنگ کو روکا جا سکے گا۔

ٹوکیو۔ ۳۰/ مارچ ۔ ہائیڈروجن بم کے دوسرے تجربہ سے جاپان کے پورے ملک میں تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ کم از کم ۲۷۵ مچھیرے ریڈیائی لہروں کی زد میں آگئے اور ابھی تک لاپتہ ہیں۔

دہلی۔ ۳۰/ مارچ ۔ دہلی اسٹیٹ اسمبلی نے کثرت رائے سے اناج کو ٹیکس کی غیر سرکاری تجویز پاس کر دی۔

گورکھپور۔ یکم اپریل ۔ پولیس ایک بم کے جا رہی تھی جو اچانک پھٹ جانے سے گاڑی کے ایک تیسرے درجہ کا ڈبہ چکنا چور ہو گیا۔ ۲۷ سواریاں ہلاک اور ۴۰ مجروح ہو گئیں۔

پیرس۔ یکم اپریل ۔ روس شمالی اٹلانٹک معاہدہ میں شامل ہونے کے واسطے تیار ہو گیا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حکومت روس اس بات پر اصرار کرے گی کہ اسلحہ بندی کم کر دی جائے۔ اور ایٹمی اسلحہ کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے۔

لاہور۔ یکم اپریل ۔ امریکن سفیر متعین کراچی نے کہا کہ ہندوستان کے حملہ آور ہونے کی صورت میں پاکستان امریکن اسلحہ استعمال کر سکتا ہے۔

پانڈیچری۔ ۳۱/ مارچ ۔ ہند کی فرانسیسی بستیوں میں بغاوت عام ہو چکی ہے۔ حکومت نے اپنے دو وزیروں اور کئی عہدیداران کو برطرف کر دیا۔ فرانسیسی مقبوضات کی مختلف بستیوں کے کونسلروں نے کثرت سے ادغام کی قراردادیں منظور کیں اور یہ کہا کہ ادغام بغیر ریفرنڈم کے کیا جاوے۔

پشاور۔ ۳۱/ مارچ ۔ پاکستان میں مقیم امریکی سفیر نے بتایا کہ مشرقی پاکستان کے انتخابات کا امریکہ کی فوجی امداد پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

نئی دہلی۔ ۳۱/ مارچ ۔ ہند کے وزیر آبکاری مسٹر اجیت پرشاد جین نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ کسی نہ کسی طرح حل ہونا چاہیئے۔ ممکن ہو تو پاکستان کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کیا جائے۔ ورنہ پھر یکطرفہ کارروائی کی جائے۔ لیکن سمجھوتہ کی امید نہیں۔ پاکستان نے ہندوستان کی تجاویز کا کسی وقت بھی مناسب جواب نہیں دیا۔

رامپور۔ ۳۱/ مارچ ۔ محکمہ کسٹوڈین رامپور نے نوٹس دیا ہے کہ جماعت اسلامی کے مرکزی دفاتر خالی کر دیئے جائیں۔

ڈھاکہ۔ ۳۱/ مارچ ۔ مشرقی پاکستان کے حالیہ انتخابات میں مسلم لیگ کو سخت شکست ہوئی ہے۔ لیکن وزارت سازی کے مرحلہ پر کامیاب متحدہ محاذ میں پھوٹ پڑنے کی خبر آئی ہے۔

نئی دہلی۔ ۳۱/ مارچ ۔ یکم اپریل سے دہلی اور بمبئی میں ایک نئی ٹیلیفون سروس "مارننگ اینڈ الارم کال سروس" کے نام سے رائج کی جا رہی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ٹیلیفون رکھنے والے کو اس کی درخواست پر علی الصبح جگا دیا جائے۔ ایسے شخص سے ایک دفعہ ٹیلیفون کئے جانے کی قیمت دو معمولی کالوں کے برابر ہو گی۔

دہلی ۔ وزیر خزانہ مسٹر دیش مکھ نے بعض اختلافات کے باعث استعفیٰ دے دیا ہے کابینہ کے ارکان ان کو اس سے باز رکھنے کے لئے کوشاں ہیں۔

یوم پیشوایانِ مذاہب

مختلف قوموں میں رواداری پیدا کرنے اور ان سے متعصبانہ جذبات دور کرنے کی جس قدر ضرورت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسی خاطر جماعت احمدیہ ہمیشہ "یوم پیشوایانِ مذاہب" مناتی ہے امسال اس کے لئے ۱۸/ اپریل مقرر ہے۔ عہدیداران سے گذارش ہے کہ اس زریں موقعہ پر کوشش فرمائیں کہ

(۱) تمام بانیانِ مذاہب حقہ کی سیرۃ پر تقریریں ہوں۔

(۲) ہر مذہب کے پیشوا کے متعلق تقریر کسی اور قوم کے فرد سے کرانے کا انتظام کیا جائے۔

(۳) اس موقعہ پر تمام بانیانِ مذاہب حقہ کی عزت و تکریم کے متعلق اسلام کی تعلیم کی توضیح کی جائے۔

(۴) اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور جماعت کی مساعی کا ذکر کیا جائے۔

(۵) فی زمانہ ایسی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی اہمیت اور عمل پیرا ہونے کی صورت میں نقصانات کی وضاحت کی جائے۔

(۶) اس بارہ میں جماعتی مساعی کے متعلق غیروں کی آراء بھی سنائی جائیں۔ (خاکسار ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔